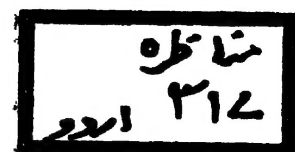


U0922



اطلاع اس سالہ کو سوکشیہ مذہب کے اور مذہب کے لوگ زراہ عنایت ندیم

بعون صنایع مکین و مکان فضل خلاق زمین و آسمان

لله الحمد والمناہ کہ

موظف عظیم آبادیہ

جس کے اکثر مضامین کا ذکر بانی مسجد شریف سرکار :-

فیض مدار :- صدر شہیر :- امیر شہیر :- بدر منیر :- سی - آئی -

اے - جناب اب سید لطف علی خان صاحب بادر ضو :-

رئیس اعظم عظیم آباد دام اقبالہ اور زاد اجلالہ

مین خود جناب و اعظم فرمایا تہ نفع عام کے لیے

چاہا گیا - بمقام لکھنؤ محلہ فرشتخانہ وزیر گنج تباریخ

پانزدہم ماہ شعبان المعظم ۱۳۰۴ھ بحسن سعی کار پردازان مطبع

در مطبع اثنا عشری ہتھام سید علی رضوی طبع شد

فَاعْمَلُوا أَهْلَ الدِّانِ لَا تَحْكُمُوا

بِاللهِ الْحَكَمُ وَلِلَّهِ كَرُّ

موعظه عظیم آبادیہ

جس کے اکثر مضامین کا ذکر یبانی مسجد شریف سکالر فیض احمد شہید
امیر کبیر بدینہ سی۔ آئی۔ اے۔ جناب نواب سید لطف علی خان
صاحب بہادر رضوی، رئیس اعظم عظیم آباد ام اقبال اور داد اجلاہ میں
خود جناب واعظ نے فرمایا تھاق عام کے لیے چھاپا گیا۔

بمقام لکھنؤ

محکمہ قراشخانہ وزیر گنج تباریخ سوم ماہ

شعبان المعظم ۱۳۰۵ھ بحسن سعی کاہرہ و از ان مطبع بصوت تمام

مطبع اشباحہ عابدی علی نے اشد
درجہ اشباحہ عابدی علی نے اشد

باسمہ سبحانہ

یہ پاک ترجمہ زیارت ناحیہ پاک بطور وعظا خیر ترین مجموعین چہلم کے مسجد شریف سرکار
فیض مد اور شہرہ امیر کبیر سیادت پناہ نجابت و شگاہ سید السادات رفیع الدرجات
عالی مقامات امیر الامراء جناب نواب سید لطف علی خان صاحب بہادر رضوی
وہم اقبال وزراء اجل الدین کہ جو محلہ گزری شہر عظیم آباد میں واقع ہو بعد نماز بطور وعظا
پڑھا گیا مع مضامین حق آگین حواشی کے اوسی عنوان سے کہ جس طرح جناب
ضوان مآب علیہ اللہ مقامہ مصائب پڑھا کرتے تھے جسکی مابیت جذبہ روح کی تاہم
ڈالتا ہر سامعون پر نہ لفاظی یا معافی یا نہ آکری کے زور سے کسی کو رولانا اور نہ کہ
کہ باوجودیکہ اعظمت مضامین دل خراش مصائب روز عاشورہ پر اوٹھا رکھے اور
اکتفا محض فضائل پر کی اور بغیر سامان دل دل و تابوت وغیرہ کے نمونہ اسی رقت
و تاثیر کا ظاہر ہوا کہ جو جناب ضوان مآب کے پڑھنے میں روز عاشورہ کا ظاہر ہوا کرتا تھا

نام سے اوس خدا کے کہ جو ترس کھاتا ہوا امیر بیان ہو

ساری خدائی میں سے چنندہ خدا کے نیک بندہ آدم کو تسلیم + خدا کے اچھے اور چستے
بندہ شیت کو تسلیم + خدا کی دلیل قائم کرنیوالے اخوان کو تسلیم + جسکی دنیا
قبول تھی اوس نوح کو تسلیم + خدا کی حمایت سے جسکی مدد کی گئی اور عودہ کو

تسلیم + خدا نے جسکے سر پر بزرگی کا تاج نہ پایا اور صبا^۱ کو تسلیم + خدا نے جسے
 اپنی یارانی کا تربیدیا اور ابراہیم کو آداب تسلیم + خدا نے جسکے بدلے بری
 قربانی اپنی جنت سے بھیجی اور اسماعیل کو تسلیم + خدا نے جسکی پاک
 نسل میں پیبری قرار دی اور اسحاق کو تسلیم + خدا نے اپنی رحمت سے جسکی
 آنکھوں میں نور دیا اور یعقوب کو تسلیم + خدا نے جس پر سچے کو گویا گھس
 کنوین سے چھٹکارا دیا اور یوسف کو تسلیم + خدا جسکے لیے نیل نامے اگم دیا پھارتا
 چلا گیا اور موسیٰ کو تسلیم + خدا نے جسے اپنی پیبری سے خاص کر دیا اور
 ہارون کو تسلیم + خدا نے امت کے مقابلہ میں جسکی پیچ لی اور شعیب کو
 تسلیم + خدا نے جسکی خطا بخشدی اور داؤد کو تسلیم + خدا نے اپنی عزت سے
 جن کو جنگے بس میں دیدیا اور سلیمان کو تسلیم + خدا نے دکھی بیماری سے جسے
 بھلا چھٹکا کر دیا اور ایوب کو تسلیم + خدا نے اپنے وعدہ کا مضمون جس سے
 پورا کر دیا اور یونس کو تسلیم + خدا نے جسے مرنیکے بعد بھلا دیا اور عزیز کو
 تسلیم + جو اپنی محنت جمیل گیا اور زکریا کو تسلیم + خدا نے شہادت سے
 جسکا تیبہ بڑھایا اور یحییٰ کو تسلیم + خدا کی جان اور اسکی بات اور زبان
 عیسیٰ کو تسلیم + خدا کے چنندہ اور چیتے بندہ محمد کو تسلیم + اور جو اون کے
 بھائی چارہ کے تیبہ سے خاص تھا اور ابوطالب کے بیٹے علی کو تسلیم +
 اونکی دھیاری بیٹی نور خدافاطمہ زہرا کو تسلیم + اپنے باپ کے نشیز

ابو محمد حضرت امام حسنؑ کو تسلیم + جو اپنے دل کے ڈھب سے خون کے بہنے میں
 من چلا پرن کر گیا اوس مظلوم حسینؑ کو تسلیم جسے چھپی لگی اور کھلم کھلا
 ہر طرح سے خدا کی تابعداری کی اوس مظلوم کو تسلیم + خدا نے جسکی مٹی میں شفا
 دی اوس معصوم کو تسلیم + جسکے روضہ کے گنبد تلے دعا قبول ہوا اوس مظلوم
 تسلیم + جسکی پاک نسل سے امام قرار پائے اوس معصوم کو تسلیم + جسپر ہماری
 ختم ہوئی اوسکے ولند فوز و فدا کو تسلیم + سب وصیوں کے سردار کے فرزند کو
 تسلیم + فاطمہ بیوی کے دل بہند کو تسلیم + بڑی خدیجہ کے میوہ دل کو تسلیم +
 سدا و ملتہی کے فرزند کو تسلیم + جنت الماویٰ کے فرزند کو تسلیم + زفرم و صفا کے
 فرزند کو تسلیم + لہو سے نہائے ہوئے مظلوم کو تسلیم + او جڑے اور لٹے ہوئے
 ڈیرے والے معصوم کو تسلیم + ستھرے کملی والوں کے پانچویں معصوم کو تسلیم +
 پریسیوں کے پریسی کو تسلیم + شہید دن کے شہید کو تسلیم + حرامیوں کے ناحق سے
 جو مارا گیا اوس مظلوم کو تسلیم + کربلا کی او جڑی زمین کے بسائے والے کو تسلیم +
 جہاں آسمان کے فرشتے چہکون پہکون روئے اوس معصوم کو تسلیم + صاف
 ستھری نسل والے مظلوم کو تسلیم + خدا کے دین کے پیشوا کو تسلیم + خدا کی دلیلیوں کے
 او ترے کے مقام کو تسلیم + مظلوم کو تسلیم + ایہو امان گریبانو کو تسلیم + کھلا
 او جڑے ہوئے ہوٹو کو تسلیم + ناحق مٹی ہوئی جانو کو تسلیم + اپنی پٹی مٹی جانو کو
 تسلیم + ننگ پند کو تسلیم + تہجہ ہوئے بدن کو تسلیم + بتے ہوئے خون کو تسلیم +

انکڑے ٹکڑے عضو و نگو تسلیم۔ بر چہی اور بحالون پر اونٹے ہوئے سر و نگو تسلیم +
 کھلم کھلا نکل پڑنے والیو نگو تسلیم + جت خدا کو تسلیم + آپکو اور آپکے نرگو نگو تسلیم +
 آپکو اور آپکے شہید فرزند و نگو تسلیم + آپکو اور آپکے حمایتی بال بچو نگو تسلیم + آپکو اور آپکے
 ہم بستر فرشتو نگو تسلیم + بیکسی اور بے بسی سے جو مارا گیا اوس مظلوم کو تسلیم +
 جسے ظلم کا بلابل زیر ہلا یا گیا اوسکے اوس مانجا سے کو تسلیم + حضرت علی اکبر کو
 تسلیم + منور سے دودھ پیتے علی اصغر کو تسلیم + جو برہنہ کر دیے گئے اون بدن کو
 تسلیم + قریب کے رشتے تاتے والو نگو تسلیم + پٹیر اور چٹیل میدان زمین جو کائے والد
 گئے اون بدن کو تسلیم + ہلے ہلے دیسوں سے جو کال دیے گئے اون پر دیس و نگو تسلیم +
 بے کفن کے جو توپ دیے گئے اون لو تھو نگو تسلیم + دھڑون سے جو الگ کر دیے گئے
 اون سر و نگو تسلیم + خدا کی خوشی کے لیے ایذا سننے والے کو تسلیم + بیکس و بے بس
 اور بے یار و بے مددگار مظلوم کو تسلیم + ستھری مٹی میں رہنے سننے والے کو تسلیم +
 آسمان سے باتیں کرنے والے برج والے کو تسلیم + خود خدا نے جسے گناہوں کے میل
 کچیل سے چندن کی طرح صاف ستھرا بنا دیا تھا اوس معصوم کو تسلیم + جسکی
 خدمتگاری پر جبریل علیہ السلام کو ناز ہوا اوس مظلوم کو تسلیم + جسے میکائیل علیہ السلام نے
 لوریان دیدے کے پالنے میں سلایا اوس ناز پر ورج کا کو تسلیم + جسکی تابعدار کیا
 عہد توڑا گیا اوس پیشوا کو تسلیم + جسکی آبرو خاک میں ملا دی گئی اوس
 بیکس و راہنما کو تسلیم + جسکی خون ناحق بیکسی سے بہایا گیا اوس بیکہ

تھا تو تسلیم + لہو سے گھاؤن کے جو نہ لایا گیا اوس حجت خدا کو تسلیم
 بر بھی اور بھالوں کے ستم سے گھونٹ جسے پلائے گئے اوس پیاسی کو تسلیم +
 جس کی خون حلال کر لیا گیا اوس مظلوم کو تسلیم + خدائی بھرمین سے جو
 نہ کر لیا گیا اوس معصوم کو تسلیم + گنواہین کا لون والون نے ترس کھلے
 جس کے گارے تو پتے کا ذریعہ اوس بیکس کو تسلیم + جس کے دل کی رگ کاٹ ڈالی
 اوس بے بس کو تسلیم + بے حمایتی طرفدار کو تسلیم + بے مددگار مددگار کو تسلیم +
 نوامان ڈاڑھی کو تسلیم + مٹی بھرے گال کو تسلیم + کپڑے لئے چھنی ہوئی لاش کو
 تسلیم + چھری سے کھنکھائی ہوئے دانت کو تسلیم + بھالے پر اوٹھائے ہوئے
 سر کو تسلیم + نوخار بھیڑیے جنھیں بھنبھوڑے کھاتے تھے + اور لاگو درندے
 جن کے پاس رہنا بناتے تھے + سنسان جنگل کی اون ننگی لاشوں کو تسلیم + اے
 میرے سر پرست آپکو اور اون فرشتوں کو جو منڈ لایا اور ڈھبڈھبایا کرتے ہیں
 آپ کے گنبد پر اور جو حلقہ باندھے رہتے ہیں اور گھیرے رہتے ہیں آپ کی تربت کو اور
 گرد پھر کرتے ہیں آپ کی انگنائی کے اور اترے چلے آتے ہیں آپ کی زیارت کو اور
 سب کو تسلیم + مین نے تو آپ کی لو لگائی ہو + اور آپ کے آس پاس پہونچکے آپ کے
 مٹھ و عنایت کے آس پائی ہو + پس آپ کو میری تسلیم جو آپ کی عزت و آبرو
 پہنچاتا ہو اور آپ سے نری کھرمی الفت رکھتا ہو اور آپ کی الفت سے خدا کا قرب
 پہنچتا ہو اور آپ کے دشمنوں سے دل سے گھن رکھتا ہو اوسی کیسی تسلیم کی میری

آپکو تسلیم جسکے دل میں آپکی مصیبت سے گھاؤ پڑ گئے ہوں اور دل کے زخم آئے
 ہوں اور آپکے چہرے سے جسکی آنکھوں سے آنسوؤں کے پرنا لے بیگئے ہوں اور مصیبت
 کڑھنے والے اور بیتاب خاکسار کی طرح میری آپکو تسلیم ہو جو کوئی کہ اگر رن میں
 آتا، اور کر بلا کا لڑائی کا کھیت دیکھ پاتا، تو آپکو تو تلوار کی دھار سے بچاتا، اور آپکے
 بدلے اپنی جان سے من چلا پن کراتا، اور آپکے قدموں کے تلے رہی سہی اپنی جان
 موت کے حوالے کر دیتا، اور آپکے آنسے سامنے کے جہاد اور شہادت کی نعمت مانگے
 نہیتا، اور آپسے ہیکڑی کرنے والے کی دودھ واپکی حمایت اور پیچ لینے سے منہ پھیر لیتا
 بلکہ اوس گنہگار وقت میں اپنی جان اور بدن اور مال اور اولاد سب آپ پر سے ڈالتا
 اور اپنے بال بچوں کو آپکے لڑکے بالوں پر سے تصدق اوتارتا، اویسکی سے میری آپکو
 تسلیم پھر اگر گردش زمانہ نے مجھے پیچھے بٹھایا، اور برے نصیب اور جھٹی تقدیر سے
 میں نے آپکی پیچ لینے کا موقع نہ پایا، اور میں آپکے لڑنے والوں سے نہ لڑ سکا، اور آپکو بیرک
 بیرک کے نہ بگڑ سکا، تو اب صبح و شام میں آپھی پر رونے پٹینے اور بین کرنے میں بسر کروں گا،
 اور آپکی سوگواری میں کسید طرح چین نہ لوں گا، اور آنسوؤں کے بدلے خون سے روؤں گا
 اور مصیبتوں پر جو اپنے اوٹھائی ہیں، اور اون زحمتوں پر جو اپنے پانی ہیں، یہاں تک
 کہ سچ ہی رنج میں دلکی بھڑک ہے چہرہ نہ پاؤں، اور دلوں کو مسوس کے رہنجاؤں، اور سب
 شتم سے دم گھٹا ہوا ہو، اوسی میں میں پھرک کے رہنجاؤں، گواہی دیتا ہوں میں اسکی
 کہ اپنی نماز پر پاکی، اور زکوٰۃ دی، اور بھلائی کا حکم دیا، اور برائی اور ظلم سے منع کیا۔

اور خدا کی تابعداری کبھی ہاتھ سے نہ دی + اور کبھی اوسکی نافرمانی نہ کی + اور اوسکی الفت کی
 رسی آپنے ایسے مضبوط تھامی + کہ اوسے خوش کر دیا + اور اوسکا خوف و ڈر اور حجابِ شرم کو
 حد درجہ پر کیا + پاک طریقہ جاری فرمایا + اور فساد کے امر خوب خوب مٹائے + اور
 سچ کی راہ کی طرف بنایا + اور پائنداری کے راستوں کو خوب صاف اور روشن فرمایا +
 اور جہاد کی + اودی + اور صد بھر کی بہادری کی + خدا کی اطاعت فرمائی + اور پیغمبر کی پیروی
 بھی ہمت نہ ہٹائی + اور اپنے والد ماجد کی بات سنی + اور اپنے مانجھائے کی وصیت پر
 عمل کرنے میں بھی بہت پھرتی کی + دین کا کھنبا خوب اٹھایا + اور سرکشی کی نیو کو خوب
 ڈھکیا + ہیکڑوں کا سر کچل دیا + اور امت کی نصیحت سے کام لیا + موت کے انگوٹھا پائیز
 پیر گئے + اصل کے توڑ کے دھارے کو تیر گئے + بدکاروں سے گلہ بکاڑے + اور خدا کی
 دلیلین قائم کرتے رہے + اسلام پر رحم فرماتے تھے + مسلمانوں پر ترس کھاتے تھے +
 سدا حق کی پیچ کی + اور ہر بلا کی مصیبت جان پر جمیل لی + دین کو بچایا + اور اوسکے
 بیرون کو اوسکی سرحدوں سے ہٹایا + ہدایت کی پیچ لی + سر اسرار اوسکی مدد کی + برابر
 اوسکی پاسداری فرماتے رہے + ہمیشہ انصاف بھیلاتے رہے + دین کی مدد کرتے رہے +
 ایمان کی پشت پناہی کا دم بھرتے رہے + یہودہ لوگوں کو بھڑکتے روکتے رہے + زور آور کو
 کمزور کا حق لینے سے روکتے رہے + کمزور کا حق زور آور سے بزور دلواتے رہے + حکمِ زن
 زبردست و کمزور کو برابر بتاتے رہے + انصاف میں شیر اور بکری کو ایک گھاٹ پانی
 پلواتے رہے + پیغمبرؐ کے لیے آپ بجائے موسم بہار بے اشتباہ تھے + اسلام کی

عزت اور خلق خدا کی پشت و پناہ تھے، خدا کے حکموں کی گمان کان تھے، پابند فیہ سانی
 و احسان تھے، لطف کا عہد کیا تھا، فیاضی کا گویا بیڑا اوتھا لیا تھا، اپنے باپ اور
 نانا کی راہوں پر چلے، اور وصیت میں اپنے ما بچاے سے مشابہ رہے، ہر ایک کا
 حق ادا فرماتے تھے، اپنی ذمہ داری کے امروں پر خوب وفا فرماتے تھے، آپ کی
 خصلتیں بہت چیدہ تھیں، اور خوبیاں نہایت پسندیدہ تھیں، آپ کی بزرگی
 ظاہر و آشکار تھی، اور شب زندہ داری عیان و نمودار تھی، رات رات بھر جاگتے
 رہا کرتے تھے، گھپا گھپ راتوں میں غارین پڑھا کرتے تھے، طریقے آپ کے بہت منضبط
 تھے، اور چال چلن نہایت مربوط تھے، سابقہ آپ کے بہت عظیم تھے، اور احسانات
 قدیم تھے، حسب و نسب آپ کا دل پسند تھا، مرتبہ آپ کا بہت بلند تھا، صفتیں بنیاد
 تھیں، تعریفیں ہزار و ہزار تھیں، غلاموں اور رعیت پر جو لگان لگاتے تھے،
 تصویر صریح دیجاتے تھے، الغرض بڑے عدالت گستر تھے، نہایت رعیت پرور
 تھے، نیکیاں ستور تھیں، بخششیں بھر پور تھیں، آپ بڑے نیک اور گہویر
 تھے، خدا سے لو لگانے میں بے نظیر تھے، سخی واقف کا دانشمند تھے، ناحق
 کوشوں پر شدت اور سختی کر نیکی پابند تھے، حکمرانی میں یکتا و وحید تھے، پشوا
 اور شہید تھے، خدا کے ڈر سے آہن بھر کرتے تھے، سدا اوسی کی طرف رجوع
 کیا کرتے تھے، ہر دل عزیز تھے، آپ پر شیدا سب اہل تمیز تھے، آپ کا عجب
 و دبدبہ کمال تھا، ہر کس و نا کس آپ کی دہشت سے بیجاں تھا، جو کوئی آپ سے

آکھ ملاتا تھا: تو اوسکا پتا پانی ہو جاتا تھا: رسول خدا کے فرزند تھے اور اونکے
 دل بند تھے: بڑے مستند تھے: قرآن مجید کی سند تھے: دین کی آبرو تھے:۔
 اور اس امت کی قوت بازو تھے: خدا کی عبادت میں آپکو بڑی کوشش تھی: اور
 اوسکی اطاعت میں نہایت جوشش تھی: جو عہد و پیمان فرماتے تھے: اوسکی
 نگہبانی سے کبھی نہ ہاتھ اٹھاتے تھے: بدکاروں کی بری راہوں سے بڑا انحراف تھا:
 ایسا نیکیوں کا ڈھب صاف صاف تھا: نماز میں بڑی کد فرماتے تھے: رکوع اور
 سجدہ میں بڑی دیر لگاتے تھے: پابریکاب شخص کی طرح کی آپکو بھی دنیا سے نفرت تھی:
 اور ہر دم اوسپر نظر عبرت: وحیرت: و وحشت تھی: ارمان اور آرزو میں آپکی اوسکی
 طرف سے روک دی گئیں تھیں: اور چونپ کی تہنیں اوسکے سنگار کی طرف سے پھیر کے
 نوک دی گئیں تھیں: اور کٹکیوں کی نظریں اوسکے جو بن کی طرف سے پھیر لی گئیں تھیں:
 بلکہ الفت میں اوسکی سوت یعنی آخرت کی آپکو بڑی کد تھی: اور ریچہ آپکی اوسپر لوگوں کے
 زبان رونمی: یہاں تک کہ ہیکڑی نے اپنا ہاتھ بڑھایا: اور زبردستی نے اپنے چہرہ پر
 لکنا اور گھونگٹ اٹھایا: اور سر کشی نے اپنے پھلگو و نکو بلایا: جبکہ آپ روضہ
 اقدس میں اپنے نانا کے بسے ہوئے تھے: اور میکڑوں سے الگ تھلگ ہٹے ہوئے
 تھے: گھر یا محراب عبادت میں سکونت پذیر تھے: اور سب لذتوں اور خواہشوں
 گوشہ گیر تھے: برائی کو برا جانتے تھے ساتھ اپنے دل اور زبان کے: بقدر اپنے ہونے
 اور سکت اور امکان کے: پھر اس برائی سے گھن کھانکی جانچنے بے بس کر دیا

۵۰ مشہورہ متفقہ کاغذ کے معنون میں کتابت - کھول - یہ ایک گھر ہے جو بنایا گیا

آپکو اور لازم کر دیا آپ پر کہ جہاد کر بیٹھیں آپ بدکاروں سے + اور لڑیں گناہگاروں سے +
 تو اس چوہن پدین کل کھڑے ہوئے آپ اپنے گھر سے غنیمت میں اپنے گھر والوں کے +
 اور بکری میں اپنے رُکے بالوں کے + اور ٹولی میں اپنے شیعوں اور غلاموں کے +
 اور گوارا کر لیا اپنی جان پر دردِ سرِ حق کے بیان کرنے کا + اور آمدِ روشن کی عیان
 کرنے کا + اور خدا کی راہ کو خوب دکھایا + اور دانائی اور اچھی نصیحت سے لوگوں کو
 اودھرایا + دین + بسین کی حد و نکی پابندی کا حکم دیا + اور خدا کی عبادت کا لوگوں کو
 پابند کیا + گمنونی برائیوں سے اونھیں روکا + اور مہیکری سے اونھیں ٹوکا + لیکن
 انھوں نے حق کی طرف سے منہ پھیر لیا + اور دھینگا دھینگلی اور مہیکری سے آپ کا منہ
 کیا + تو پہلے تو اپنے عذر خواہی سے اونھیں بہت سمجھایا سمجھایا + اور حجت کو اون پر
 تمام فرمایا + پھر اون کا عتبہ مانا + اور خدا کے لیے لڑائی کو اون سے ٹھانا + پھر اونھوں کے
 آپ کی بیعت اور آپ کے عہد کو توڑ دیا + اور آپ کے خدا اور آپ کے ناما رسول خدا کو ناراض
 کیا + اور پہل کر کے لڑائی بھڑائی کو آپ سے شروع کیا + پھر آپ نے بھی برہمنوں کے
 ہچکولوں اور تلواروں کے وار جمیل جانے پر قدم گاڑ دیا + اور کھنڈل ڈال دیا +
 آپ نے جٹاؤ میں بدکاروں کے + اور جٹاؤ میں گناہگاروں کے + اور غبار کے گرداؤ میں
 وحنس پڑے + اور بار بار کے اونکے دل کے دل تر بھر کیے + ذوالفقار شراب سے
 وار کیا + کہ اپنے والد بزرگوار حضرت امیر کے حملہ کو یاد دلادیا + ایسے چوکے شہسپا
 وار لگاتے تھے + کہ حضرت امیر کی شان و شوکت دکھاتے تھے + پھر جلا وطن ہوئے

آپکو ثابت قدم پایا + اور خوف و ہراس کا کھین نشان بھی اونکی نظریں نہ آیا + تو مکر و
 فریب کا جال بچھا دیا + اور مکر و فریب سے آپکو شہید کیا + اور پھنکار دہنے اپنے
 لاؤ لشکر کو یہ حکم کیا کہ اونھوں نے دریا کے گھاٹ پر جانے سے آپکو روک دیا + اور
 آپکا پانی بند کیا + اور بڑی گہری لڑائی آپسے ٹھانڈی + اور لڑائی کے سوا ہونگی
 اولاد بلی میں لپ جھپ کی + اور تیر و ن میں اور بوڑیو ن میں آپکو پیر لیا + اور ٹیڈے
 کے ماتھو نکو اور بتیلینو نکو آپکی طرف بڑھا دیا + نہ آپکے حق اور عہد و پیمان کا پاس آیا +
 نہ آپکے چہیتو نکو کاٹ کے رکھ دینے میں + اور آپکے خیمہ و خرگاہ کے لوٹ لینے میں +
 کسی طرح جگہ گناہ کا وسوسا آیا + اور آپ برابر غبار و نیکے دلو ن میں دھنسنے جاتے تھے +
 اور ایذا و نگو سے جاتے تھے + کہ آپکے اس سہار سے سب حیرت لاتے تھے + اور
 آسمان تک کے فرشتے آپکا صبر دیکھ دیکھ کے دہم ہوئے جاتے تھے + یہاں تک کہ
 ظالموں نے ہر طرف سے آپکو گھیر لیا + اور زخمون سے چور کر دیا + ابر کی طرح چھا گئے +
 اور آپکے اور آپکی آرام گاہ کے بچوں بچپن آگئے + اور آپکا کوئی حمایتی نہ بچا + اور
 ہر حال میں صبر و خوشنودی خدا سے اپنے کام لیا + کہ اپنے لڑکے بالونکو بچاتے تھے +
 اور یہ آفت آسمانی + اور بلائے ناگہانی + اونکے آس پاس سے ہاتے تھے + یہاں
 کہ اونھوں نے بالکل مجبور کیا + اور خاص خاصہ پر سے اولٹ دیا + پھر تو گھائل ہوئے
 زمین پر سے گر پڑے + اور نڈھال ہوئے زمین پر آ رہے + کہ سمون اور نا پونسے
 گھوڑے آپکو روندتے تھے + اور آپ پر چڑھے چلے آتے تھے وہ ہیکر کہ بڑے بڑے

اور نہ سے اور مکر و فریب سے لڑائی کے لیے ۱۳

کھانڈیہ جسکے ہاتھوں میں کوند تے تھے۔ آپکے ماتھے پر موت کا پسینا آیا تھا۔ اور
 آپکے داہنے بائیں نے پیساوا اور کچاوش کا عجیب نقشہ کھایا تھا۔ اگرچہ گھربار کے
 بالوں کی فکر کا کیا محل تھا کہ اپنے ہی لاسے پرے تھے جان پر اتنی تھی۔ مگر فرط غم سے
 پھر بھی کنکھیمون سے گاہ خیمون ہی کی طرف لگی ہوئے تھے۔ اور جب اس طرح سے
 اپنے زین خالی کیا۔ تو آپکے خاصہ نے بگٹ نہننا اور بلبلا ہوا آپکی ڈیرن کا
 راستہ لیا۔ پھر جو وہ اس طرح سے مارا کوٹا ہوا بگٹ چھوٹا ہوا بچاری عورت کو نظر آیا
 اور اس کا خالی زین لپٹا لپٹا یا اولٹا اولٹا ہوا پایا۔ تو تھلا اور بلبلا کے مینا بھونڈ
 اور رخصتوں پر بال بکھراے ہوئے سر اس پر سے باہر نکل پڑیں کہ منہ پر لمبا
 لگاتی تھیں۔ برابر بے پردگی ہوئی تھی۔ عزت کے بعد ذلت ملی تھی۔ آپکو وہ ہوند
 تپاتی تھیں۔ آپکے گرنے کی جگہ پر بے تحاشا دھڑی چلی آتی تھیں۔ اور شہر آگے جیتا
 چڑھا بیٹھا تھا۔ اور آپکے گلے میں اس نے اپنا کھانڈا کاری پیرا دیا تھا۔ آپکی ڈاڑھی کو
 منٹھی سے پکڑ لیا تھا۔ اور اپنے سرو ہی کو آپکے گلے پر تیز کیا تھا۔ جو اس آپکے کندھوں
 تھو۔ اور سانس کی شمار بند ہوئی تھی۔ ستر بگڑ گیا تھا۔ اور بڑی لمبھوے چھوڑ پڑا دیا تھا۔ غلاموں
 کی طرح آپکے بال بچے اسیر کیے گئے تھے۔ لوہے میں جکڑ لیے گئے تھے۔ اونٹوں کی
 تنگ محمولوں پر اونھیں چڑھایا تھا۔ کہ دو پھر کی گرم لو کے لو کے نے اوکا نہ جھلٹا
 تھا۔ اور میدانوں میدان اور جنگلوں جنگل اونھیں پھرایا تھا۔ اونکے ہاتھوں کو
 اونکی گردنوں میں لٹکایا تھا۔ اور اسی مال زار سے بازار بازار اونھیں منڈ لیا تھا۔

پس وقت ہوا ون ہیکر بدکار ون پر کہ جنھون نے آپکو قتل کر کے اسلام کا خون کیا
اور نماز روزہ کو تجد یا پیسیر کے طریقو نکو توڑا، اور خدا کے حکمون سے منہ مورا،
ایمان کی نیو نکو ڈھایا، قرآن کی آیتون سین ہیر پھیر کارنگ جمایا، نافرمانی میں کس
پڑے، ہیکر می بین بکر کو، گرنے لگے، آپ کی شہادت کی وجہ سے خدا کا
پیک بیکیس اکیلا رہ گیا، اور خدا کا کلام چھوڑ دیا گیا، اور حق سے غدر کیا گیا،
جب آپکو مغلوب کر دیا گیا، ظالمون نے آپکو کیا اپنے ماتحتہ کھو، یا، کہ حرام
حلال اور خدا کی بزرگی اور یکتائی کے چرپے کو اور آیتون کی عیان مضمونون کو
اور رازونکو بالکل برباد کیا، آپکو زندگی کے دن کیا تیر ہوے، کہ آپکے بعد بڑے
الٹ پلٹ اور بہت ایر پھیر ہوے، کفر و بد مذہبی اور بیکاری احکام خدا کا زور
ہوا، اور خواہشون اور گمراہیون اور آزمائشون اور مہیو، ہا توں کا بڑا زور و
شور ہوا، پھر سنانی سنانے والے نے آپکی آپکے مانا پیک کی گور کے پاس
کھڑ ہوئی آپکی سنانی سنانی، اور اپنی آنکھون سے آنسوونکی جھڑمی برسائی،
یہ کہلے کہ اوپیک تیر انواسا اور تیرا گھرو مارا گیا، ناحق اوسکا سترن سے اتارا
گیا، تیرے بال بچو کا اور تیرے کنبہ کا کچھ و فرسجا نا گیا انداوسکا کچھ رتبہ مانا گیا،
اد تیرے پودہ تیرے پیچھے ستاسے گئے، بندے بنائے گئے، تیرے گھر پر
اور تجھ وادہ بن پر قیامت ڈھائی گئی، پتھر پتھر پکڑا گیا، اور اوسکا دل رورو کے
بلبل گیا، اور فرشتونکے دل کے دل اوپر پیرونکے جنت کے جٹ آئے لگے

اور انھیں سمجھانے سمجھانے لگے + اور آپکی والدہ کو جد آپکا پر سادیا + اور آپکی
 والدہ ماجدہ کچھ متین + اور آپکی تعزیت تغزیت میں + الگ ہجوم کیا + کہ اگر ایک بچہ
 جاتا تھا + تو فوراً دوسرا چلا آتا تھا + اور بہشت میں آپکی صف ماتم کو بچھا دیا + اور
 وہاں کی بیویوں نے آپکے غم میں اپنا منہ پیٹ لیا + بڑے بڑے صدمے اٹھائے + اگر
 غم میں خوب دوہتر لگائے + آسمان اور اوسکے رہتے سہنے والوں کو اور بہشتوں کو اور
 اوسکے خزانچوں کو + اور پیاروں کو اور اوسکے دوڑوں کو + اور دیریاؤں کو اور اوسکی محبلیوں کو
 اور ملک کو اور اوسکی نیوون کو + اور بہشتوں کو اور اوسکے گجر وون کو + اور خدا کے گھر اور
 ابراہیم کے مقام کو + اور مشعر حرام کو + اور عظیم و زفرم کو + اور منبر معظم کو + اس صدمہ نے
 خوب چمکون پھکون روڈایا + اور ابھرتے ہوئے تاروں کو + اور چمکتی ہوئی بجلیوں کو + اور
 اور کرکٹ کی ہوئی گرجوں کو + اور سنکتی ہوئی ہواؤں کو + اور اونچے آسمانوں کو + بے انتہا
 کڑھایا + پس خدا ہی کی لعنت اور پینکار ہوا سپر کہ جس نے آپکا خون ناحق بہایا + اور
 لوٹ کے آپکو بالکل تنگیا یا + لاشوں کو برہنہ کر دیا + اور سب کپڑے لٹے اور ہتیاروں کو چھین لیا +
 اور بیعت کر کے ماتھ میں ماتھ دیا + پھر بڑے وقت پر ساتھ دیا + اور آپکی قدر بخانی +
 اور آپ سے ناحق لڑائی ٹھانی + اور آپکو آپکے وطن سے ہٹکایا + بیٹھے بھلے رہ رہتی
 تباہ + اور لشکروں کا آپکے پر نلاف پر اجمایا + اور سرکشوں کو آپکے ستارے پر ابھار کے
 اوسکایا + اور خدا ہی کی طرف برسی ہوتا ہوں اور بیزاری کرتا ہوں + حکم دینے والے
 اور اطاعت کرنے والے + دونوں سے + اور ظلم چوتھے درجے + اور مایوس کرنے والے + دونوں

تہ اُمی طفیل سے اس بزرگ تمام کے برکت کی کہ دروہیج تو پیہر پر + اور اونکی اہل طہر
 اور خالص اعتقاد پر اور الفت پر اور اہلبیت کا مضبوط دامن تعانہ لینے پر مجھے ثابت
 قدم دیا + اور اونکی محبت کی بدولت مجھ تک اپنا فیض پہونچا + اور مجھے اوستا نفع یا
 فرما + اور مجھے اونہین کے زمرہ میں محشور کر + اور اونکی سعی و سفارش و شفاعت سے
 مجھے بہشت میں داخل کر کے میرا دل مسرور کر + کہ تو ہی آرزو نکاسن لینے والا ہو +
 اور ایسے مراد و نکاہند و بست کردینے والا ہو + کہ فیض تیرا بے انتہا ہو + اور تیرا ترس سیکے
 ترسون سے بڑھا ہوا ہو + الہی اے وہ خدا کہ جو سب شمار کرنیوالوں سے بڑھا ہو + اور
 سب بزرگوں سے بڑا ہو + اور سب حکم دینے والوں سے بڑھا ہو + تیری بارگاہ عزت
 اور درگاہ رفعت میں میں وسیلہ گرداں تا ہوں اون محمد کو کہ جنہ پر میرا سلسلہ تمام
 ہوا + اور ساری خدائی کی طرف جنگی رسالت کا منصب عام ہوا + اور اونکے اون
 چچیرے بھائی کو کہ جو سب جانشینوں سے نرالیے تھے + چندیلے والے تھے + جبکا پیٹ
 بڑا تھا + علم و حکمت سے جو لبالب بھرا تھا + مکان شرع کے مکین تھے + پیہر کے
 بلا فصل جانشین تھے + علی بادشاہ مومنین تھے + اور اون فاطمہؑ کو کہ جو
 ساری خدائی کی عورتوں سے بہتر ہیں + بہشت کی عورتوں کی بھی سردار و افسر ہیں +
 اور اون حسنؑ کو کہ جو صاف ستھرے بے اشتباہ تھے + پر میزگار و نیک چاہنا تھے
 اور اون اصغرؑ کے باپ حسینؑ کو کہ جو سب شہید و نیک سردار تھے + اور اون
 سب سے بہتر بے انکار تھے + اور اونکی اون سب اولاد کو کہ جو تیری راہ میں ناحق کاٹکے

رکھ دیے گئے + اور اون سب رشتے تاتے + اون کو کہ جنہر قیامت کے ظلم کیے گئے +
 اور اون حسنین کے بیٹے علی کو جو بیٹے زاہد مزاج تھے + سب عابد و نیکے سرتاج
 تھے + اور اون محمد باقرؑ کو جنہیں خدا نے اگلوں کا قبائے بنایا تھا + اور اون
 جعفر صادقؑ کو کہ جنہیں سب سے زیادہ سچا قرار فرمایا تھا + اور اون موسیٰ کاظمؑ
 کو کہ جن کا دل دلیلوں کا خزینہ آشکار تھا + اور اوس علی رضاؑ کو کہ جو دین
 میں کامی و مددگار تھا + اور اوس محمد تقیؑ کو کہ جو ہدایت یافتہ لوگوں کا
 پیشوا تھا + اور اون علیؑ کو کہ جن کا زہد سب سے بڑھ گیا تھا + اور اون حسن عسکریؑ
 کو کہ سب جانشینوں کی جانشینی جنہوں نے فرمائی تھی + اور سبکی میراث جن کے
 حصہ میں آئی تھی + اور اون مہدیؑ آخر زمان کو کہ جو ساری خدائی پر
 حجت خدا ہیں + اور خدا کی طرف سے اون سب کے رہنما ہیں + کہ رحمت بھیج تو عجب
 اور اوس پود لا پیر + کہ جو بالکل سچے تھے + نیک سکھ سے اچھے تھے + سردار
 مومنین تھے + آل طائے و یسین تھے + اور یہ گردان تو مجھے قیامت میں اون
 لوگوں میں سے کہ جو امان پائیں گے + اور جن کے دل ٹھہ جائیں گے + تپاک اور دھڑکا
 جنہیں نام نہ ہوگا + اور اوس دن کی آپ صاپ سے جنہیں کچھ کام نہ ہوگا + جو کامینا
 و فیضیاب و خوشباش ہونگے + اور خوشخبریان پانیوالے اور نہال نہال اور
 بشاش ہونگے + انہی میراجہ و مسلمانوں کے دفتر میں لکھے + اور نیکوں میں مجھے
 داخل کر دیے + اور پچھلوں میں مجھے سچے زبان دے + ٹھیک ٹھیک مجھے بیان دے +

با عیون کے مقابلے میں میری بیچ لڑ + رشک والوں کی چلتے سے مجھے بچا دے +
 مکاروں کے مکروں سے مجھے بچا + اور انکے ظلم کے ماتھوں کو میرے بطن سے ہٹا + بعد
 سرداروں کے غنچہ میں بٹھا + بہشت میں ان کی خدمت میں پہنچا + جبکہ انہوں نے بڑا احترام
 کیا + اور جہیز اپنی نعمت کو تمام کیا + ہر پیر و ن اور سچوں میں سے + اور شہیدان
 اور اچھوں میں سے + اپنی رحمت و کرم سے اے ارحم الراحمین + آئی
 میں قسم دیتا ہوں تجھے تیرے بے گناہ نبی کی + اور تیری حکم قطعی کی + اور رازدار
 تیری مناسبت کی + اور اس قبر پاک کی کہ جو محد و دو معین و معلوم ہو + اور جس کے
 گول میں لٹایا ہوا امام معصوم ہو + کہ جو شہید و مظلوم ہو + کہ تو میرے رنج و غم
 کو بٹھا دے + اور قطعی قضا و قدر کا شرمیرے پاس سے ہٹا دے + اور اس
 آگ سے کہ جس سے لو کے لو کے اٹھتے ہونگے مجھے بچا دے + آئی اپنی نعمت سے
 میرا رتبہ بڑھا + اور اپنی بٹوار سے مجھے نہال نہال فرما + اور اپنی بزرگی اور سخاوت
 پوشش مجھے اوڑھا + اور اپنے چلتے اور اپنی لے دے کو مجھ سے کو سون دور ہٹا +
 آئی نگاہٹ سے مجھے بچا + اور میری بول چال اور کام کاج کو سدہ بنا + اور میری
 عمر کی گنجائش بڑھا + اور ہر دکھی بیمار سے مجھے بچا + اور برکت سے میرے سرداروں کے
 اور اپنے فضل و کرم سے سب سے بڑھی ہوئی آرزو بر لا + آئی رحمت نازل کر + چھ
 وال چھ پر + اور میری توبہ قبول فرما + اور میرے اس آنسو و نکی جھڑی پر
 ترس کھا + اور ماتھوں کے مجھے اٹکھڑا ہٹ سے بچا + چینی کو مجھ سے دور کر +

اور میرا قصور عفو کر کے مجھے مسرور کر + میری اولاد کو نیک بنا + اونکے چال چلن
 درست فرما + الہی اس بزرگ مقام میں + اور شہادت گاہ با احترام میں + نہ چھوڑ سیر
 کوئی گناہ مگر یہ کہ تو اسے عفو کرے + اور نہ کوئی عیب مگر یہ کہ تو اسے ڈھانپ دے +
 اور نہ کوئی رنج مگر یہ کہ تو اسے بڑا دیے + اور نہ کوئی روزی مگر یہ کہ تو وہ مجھ تک پہنچا دے +
 اور نہ کوئی رتبہ مگر یہ کہ تو اسے بڑھا دے + اور نہ کوئی جھگڑا مگر یہ کہ تو اسے سلجھا دے +
 اور نہ کوئی آرزو مگر یہ کہ تو اسے انجام کو پہنچا دے + اور نہ کوئی دعا مگر یہ کہ تو اسے
 مستجاب فرما دے + اور نہ کوئی تنگی مگر یہ کہ تو اسے گنجائش بڑھا دے + اور نہ کوئی
 ساتھ مگر یہ کہ تو اسے جٹا دے + اور نہ کوئی کام مگر یہ کہ تو اسے انتہا کو پہنچا دے +
 اور نہ کوئی کام مگر یہ کہ تو اسے بڑھا دیے + اور نہ کوئی خوف مگر یہ کہ تو اسے اچھا بنا دے +
 اور نہ کوئی خیر مگر یہ کہ اسے بچا دے + اور نہ کوئی حال مگر یہ کہ تو اسے آباد بنا دے +
 اور نہ کوئی بیری مگر یہ کہ اسے دنیا کی سچہ پر سے اٹھا دے + اور نہ کوئی دشمن
 مگر یہ کہ اسے ہلاکت میں پھنسا دے + اور نہ کوئی برائی مگر یہ کہ اپنی ذمہ دار سے
 اسے سرکا دے + اور نہ کوئی دور مگر یہ کہ اسے بھڑا دے + اور نہ کوئی بیمار مگر
 یہ کہ اسے شفا دے + اور نہ کوئی گردین اما ہو اپر نشان مگر یہ کہ اسے مطمئن بنا دے +
 اور نہ کوئی درخواست مگر یہ کہ وہ عطا فرما دے + الہی میں مانگتا ہوں تجھ سے
 عطا دنیا کا + اور ثواب عقبی کا + الہی مجھے اپنی صلال روزی کی وجہ سے حرام
 بچا دے + اور اپنے فضل و کرم کے طفیل سے مجھے لوگوں کے احسانوں سے

محفوظ فرما دے، الہی مجھے مفید علم عطا فرما دے، اور دلوں کو لرزے والا اور سہمے والا
 بنا دے، اور جان بچ کو پورا کر، اور ستمگرے چلن کو ناسور کر، اور اچھا سہارا دے،
 اور اس کے بدلے اجر بیشمار دے، الہی اپنی نعمت کی شکرگزاری کی مجھے توفیق عطا فرما،
 اور اپنے فضل و کرم اور احسان کا مجھے احسان مند بنا، اور مجھے ایسی بات دے
 کہ لوگوں میں سنی جائے، اور ایسا کر دے کہ جو تیری طرف بلندی پائے، اور نیکوین
 میری پیروی کیجائے، اور میرے دشمن کو ہلاکت کی سزا دیجائے، الہی رات و دن کی
 ہر گھڑی اور ہر لمحوں میں محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما، اور مجھے بروئگی برائی سے
 بچا، اور گناہوں کے میل کچیل سے چندن کی طرح مجھے صاف ستھرا بنا، اور آگ سے
 مجھے چھڑا، اور ٹھنڈا کی جگہ میں مجھے بسا، اور میرے ایمانی بھائیوں اور
 بہنوں کے سب گناہ عفو فرما، اپنی رحمت سے اے ارحم الراحمین +
 حررہ بینا خادم الشریعہ علی محمد بن سلطان العلماء

[illegible]

ادیکسے کان پر جون ہی نہیں رہ سکتی اور ناموسی حاکمون کے انتقال سے سزا لیں پر جاننا چاہو اور مدون اسکا اثر رہتا ہے دیکھو یہ جو دنیا اپنی اور
 عرفی سلطنت اور دولت و دولت پر تو کیسے یہی نہ جاننا کہ کتنا مرایا میں ہاں بیٹیاں وہ جتنا اتنا لالچ یا ڈسے اور کے موند دیکھئے سب جو چو پو تو
 اور ہمارے حضرت کے غم میں جو اثر جو آج تک تازہ ہو کر غیر ذہب نصف ہی اور کے تو کرتے ہیں بند دنیا دیکھئے کہ کس قدر تعزیر و پادہ ہیں انکا
 کرتے ہیں خصوصاً ان اطراف کے لوگ سپرد و گن او تھانے میں کیا صرف کثیر اور عزت میں کرتے ہیں اور زیر سپر یعنی اپنی اوتاروں کے
 ماحون کے ساتھ جس جس کرتے جاتے ہیں کہ وہ اپنے عقیدے میں انکے ہی اس کا سنایاں کی وجہ سے انہیں ہی اور کسی قسم کا محترم جاتے ہیں
 ایک سے الفت اور پابست اپنی ان سے ظاہر کرتے ہیں یہی افتاد اور اس اپنی قدر دانی اور محبت اور دے اسے مظلوم حقیقی کی وجہ برکتیں اور
 مرادوں باقی ہیں اس وجہ سے روز بروز اس اپنی راج کو ترقی ہوتی جاتی ہے یہ خدا کا کارخانہ ہے اور نیک چلن کا اثر ہے کتب بینی میں
 جب بینی اسرار الشہادہ دیکھی تو اس میں ایک شے کی حکایت آئی کہ سیدہ اسکا لگ سے بد ملا اور نفیشت کے بعد معلوم ہوا کہ وہ حضرت کا
 کیا کرتے تھے اور جہاتی کو تھے رہتے تھے اس غم میں تو مجھے بڑا تعجب ہوا کہ جناب ملا خاصا در بند ہی ایسے نادانف بند و گن مذہب
 سے تھے کہ انہوں نے نہ پرسی سنائی بات اپنی کتاب میں لکھ دی مگر اس غلط آباد وغیرہ کے ہندو کا حال دیکھئے مجھے اپنے اور تعجب
 پر تعجب ہونیکا اسلئے کہ کثرت اور نہیں رنج کرتے ہوئے اور ماتم کرتے ہوئے اور تعزیر و داری کرتے ہوئے دیکھیا اور اسی مقام سے معلوم
 ہوا کہ ناموسی سلطنت دلی سلطنت اور سیاست مدن اعضاء جو ارج ظاہری کی اور اسی لیے جب سفر عراق میں جناب امام حسین
 نے ابو تو اس سے بوجھا کر کوڈ کیا حال جو تو اسے لکھا کہ دل تو کو فداؤں کے آپ کے ساتھ ہیں اور مدوار بنی امیہ کے ساتھ بیٹے دل
 سے تو وہ آپس کے طرف داری چاہتے ہیں کہ دلیوں انکے آپس کی حقیقت اور محبت کمی ہوئی ہے لیکن صورت و دولت بزمیکے لکھا
 سے اور بنی امیہ وغیرہ کے خوف و دہشت سے ظاہر ہیں اور نہیں کاسا تہ دیتے ہیں اور یہ کہ جو نسبت دل کو سب اعضاء سے ہو کر وہ لگا
 ابیس جو اس طرح سے ناموس کے ریاست سیاست مدن کے ریاست سے بدراج بڑی ہے اور بادشاہت کی ہے بادشاہ ہر ایسے قرآن
 مجید میں فرمایا ہے کہ اگر براہیم کو پہلے بڑی حکومت دی یعنی ناموس کے کہ سیاست مدن ہی جیکے ماتحت ہی اور تفصیل اس راہ جال کے
 ماحیون کے اور توجہ قرآن کے باطنی محمدی وغیرہ سے دریافت کرنا چاہئے اور اس میں پر دینا چاہوں پھر دن اور خدا کے دیو کے کہ حضرت اور
 سلسلہ پاک سے ہیں بلکہ افضل اور بن سے اکثر پور گھار دن سے ہیں اور برہان اس کے ایک اخلاقی قاعدہ پر موقوف ہے اور وہ یہ جو کہ
 فعلیت خلق و مصنف کے معتبر ہے اور ان کے قوت و شان سے اگرچہ قوت قریب ہی ہو اور اسکا استنباط تو اعدنا موس پاک سے ہی ممکن کہ
 عمل اگرچہ ثواب عمل رکھتے ہیں لیکن دنگنا ثواب جو مرتب نفس مل پر کیا گیا جو وہ کسی اور کے نیت پر مرتب ہوگا اور اس طرح گناہ کا مرقہ
 اور مسکنیت سے نہیں پرکتا اور اس راہ سے کہہ سکتے ہیں کہ حضرت افضل اکثر انبیا و مرسلین سے ہیں ایسے کہ اگرچہ وہ حضرات کالات ظاہری
 و باطنی و عصمت وغیرہ کے درجے سے آنا فر ہو کر اگر ایسی آفت میں پہنچتے تو موزر و موزی ہو جیلا و پابندی شیعہ اسی طرح پر فرماتی لیکن شاہ
 اس وجہ اکل بڑا سی نہ پوچھا سکتی اگرچہ درجہ مال پر موزر ہو چکا تھے اور بالعرض اگر ایسے ہی اکل درجہ پر پوچھا سکتی تو نقطہ پوچھا سکتی اور
 ہماری حضرت نے تو پوچھا دیا یہ ہمیں تفاوت رہا کہ کیا است تا کہ ہماری جناب رسالتا بد و اما تھایا تو یہ سب نورا و ہمیں اور کالات
 ظاہری و باطنی میں ایک دوسرے کے قدم با قدم ہیں جناب رسالتا افضل ان سب تہی بے شک و شبہ کہ اگر نیت قریب کہ اصل پر کہ جو غلام حضرت

جو لازم نہ آئے ہاں باقی اگر حضرت کو اس بنا پر افضل کہیں تو عجب نہیں اگرچہ بے حد تکرار حضرت صاحب الامر کے سپر ہی اس میں شکال ہے اور اگر ایک مسئلہ علی نہیں تو اس میں مزید فکر بخوان فرد نہیں بہ طور اگر کوئی مال ہی رکھتا ہو اور غلامی ہی پر اوریت ہی دے دے دہش کی رکشا ہو سکتی ہے جس کی کلائی کا کوئی سکو دی ہی اگرچہ ہزارا اوس پر ہی اطلاق ہو کہ جو قوت قریب دادرش کی رکشا ہو اور جن آفتوں کا سامنا حضرت کا بعد از او ہو اس میں پانچواں آئین کے ہر گھنٹی اور سکا عشرہ عشر ہی الگ کسی پیر یا ہی سے نہیں ہو اس میں ہی وہ سب سے بڑی جی ہوئے کہ خدا علیہم و آلہم و سلم اور یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی کے عمل کو رائیگان کرے اور اوس کے عزت افزائے او کی لیاقت ذاتی کی حاجتی اور مطابق ہوتی ہو۔

۱۔ یہ نیا رت معبر کتاب تین محتر سند و کج ساتھ منقول ہی ہوا اور مضامین حق پر اور اخلاق اور نادرہس کی گردن پر ہی شامل ہو اور اس میں شان بھی ایچ کے سے یعنی عرفانی ارمانی ہی کے سے موجود ہی پس اس میں کیا شہد اعجاز لفظی و معنوی کی نظر سے ۱۲

۲۔ لطف تو یہ تھا کہ ہم ان سب نبیوں کا مختصر مختصر حال اور ان کے نشین گویاں موافق اما جہ کو معتبر وغیرہ اور ان سب کا حال اور اس کا ربط اس سب سے جانگزا سی اور ان سب کا سبزیں کر مبارزت پانا اور مصیبت ہی شریک ہو جانا اس مقام پر ذکر بن لیکن قصہ کے مشورہ ہی اور حاشیوں پر اورد و جزو قرآن کے مذکور ہیں اور فی الجملہ علم تاریخ و فخر و تعلق بین کہ جو کتب ہی کتب اخبار و سیر سے معلوم ہو سکتی ہیں اور یا یا لاکم کہ بہت لوگ اوس کی سکتی ہیں اور ایسی مشہور باتوں کو بھی چھپی کتابوں میں بجا جالی مختصر طور پر ذکر نہیں کرتے جو کہ تفصیل کہتے ہیں وہ بعد یہ فائدہ دے کہ جس سے علم و معرفت بڑھی اور دیکھ دیکھ کر شکل مر معلوم ہیں ان میں دہش پڑتی ہیں خدا کے بہر دوس پر اور اس نیک نیتی سے کہ اگر ہمارے تحقیق نیک ہوئی تو علم بڑھاؤں پہلا اور اگر جو کہ گئے تو کچھ معصوم نہیں کہ ہمش ہاری را صائب اور کبھی خطا ممکن ہو اور عاقل کی ایسی مقام پر اعتبار ترک میں کیا کہیں کہ یہ عقلی اعتبار نہیں بلکہ حیوانی غیر عقلی اور عاقل کا شریع کہ پسند ہو کہ یہ تو ایک دوسرا کی بات ہو اور ہر شخص کے تکلیف ادھ کی لیاقت کی موافق پر امتیاز ملاحظہ ہوں ہی کی مکتا حال کے محقق کے لئے ہاں غیر عقلی جبارت کہیں نہ چاہی اور باننا بطرفہ رجا ہی کہ جب بدل جہد ہو جائیگا تو ماخوذ نہیں ہو سکتا اور ذہنی ستر شیطانی سے کہ وہ برکت دہی الی ہی تو چنانہ بنان کرتے رہیے البتہ لائل امتیاز ب و غیرہ کے مقام پر عقلی و مشرعی پر تحقیق اور جہد کے لئے نہ اقوال و بلاوہ شایان تقدیر کہ ارا و جہدین ادھ تحقیق دلیلیں ہیں پس اگر عالم پر دیوار کی طرف تیار ہو تو یہ فیض علم حکمت کہ جو سبب فیضوں سے بڑھیکے جو سرود و ہوا و زمین و صوف کے لئے عالم پر جب ہی اوس سے معلوم میں نہ آیا تو کیا کردہ خدا کو پسند ہو گا اور کیونکر وہ ما و س میں برکت دیکھا دیکھو بادشاہ کا صرف ریت پر درستی ہو پس جب اوسنے ظلم کر کے اپنا فائدہ کو یا تو اس کے حکومت جٹ ہو گئی اور خدا پر لازم ہو گا وہ وہ ۱۱ انتقام اپنی بندگی فیضیاب ہو گیا کرے اور سلاقت اور کو دیدہ بخلاف اسکا اگر بادشاہ کا فر ہو گیا تو اس سے خود تو ماخوذ ہو گا مگر ملک کیون نہ اس ہونے لگا الغرض جو جب کا لام پر وہ اوس کے دم تک ہی سے ہر کے راہر کا سے سخت نہ اور ایسا ہی حیوانی انگسا چھوڑا کہ جو تصنیف کو چھوٹے تالیف وغیرہ کو اوس پر مقدم کہہ کہ جو اس کے امت کا لام ہو اوسنے مفہوم عام کیا اس حیوانی حرکت سے اپنے عمارت کوئی اپنا اتنی کام چھوڑے اپنے تحت کو معطل کیا اور کام آتا یا دیکھ کر وہ خدا کو خود م کیا اور ان عظیمہ تحقیق سے کہ جو اس سے زرا سی مشقت میں ظہور پا سکتی ہیں پس ظلم و انظلام کی طرف رجوع کر کے بالکل پر غلطی ہو گیا ہمارا تکلیف کے موافق مل کرنا چاہوں انکا کون کا جو اس موکر میں وارد ہوتے ہیں ادھ غلطی اور ان میں گمراہی ہو تو ان کے تکرار ہی مانا گیا وہ نہیں بے خود و ان میں تکرار امام حسین کی شامل ہیں اگرچہ امام کو تھی تھیدی خود سے ہر گون سے رستہ سبک جاتا ہو اوس کے تکرار ہی مانا گیا وہ نہیں بے خود و ان میں تکرار

ہون میں سے اور یہ جسم کو کرسی پر بیٹھا کسی ہر معبر سے ہو کسی وہ ولین ایسی نکلی گی کہ جیسے وہ بات کب جائیگے کہ جس کا منشا اور یہ زانو
 چینی تین معلوم ہو جائے پس یہ تکلیف میرے ہی اور نقص دکھایا کہ پیمبروں کے بیان میں مورخون اور محدثون پر کہا اور مصائب کا بیان
 اکر دیا اور وہ خود انون پر ایسے کہ طیب کے تعریف یہ کہ وہ ماذق ہونے پر کہ عابد و شب زندہ دار ہو پس ہر ایک کا کام اور یہی لیے ہوا کہ جو کچھ کہہ کر
 منت ہوگی وہ ذکر ہی یا مضمون کے زور سے نہوگی کہ میں ہمد مصائب ذکر کر دوں گا اور نہ تفصیل طور پر بلکہ جو اثر ہو گا وہ ایک روحانی جذبہ اور حالت
 لہو نہاسے سے بن نہیں سکتی اور یہ حاصل ہوتی ہے تو دشمن تک پر اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے اور مدنون تک کلام میں وہ اثر باقی رہتا ہے بلکہ باقی رہی
 نہیں ہو سکتا اسی کلامون کا تو کیا ذکر کہ وہ معجزہ تھی اپنی چشم بھون کے حال اور کلام میں خور کر کہ جس کلام میں یہ اثر ہوتا ہے تو وہ دل پر گزرتا ہے
 دیکھو میان اسکندر روم وغیرہ کا یہ مشہور و مرثیہ ہے ہی روایت شتر اسوار کسی کا تار رسول ہمارا کئے کیا کیا اثر ظاہر ہوئے ہیں دلوں پر کہ لوگوں
 نے جان دیدے مالا مال بخت سے مرثیہ اوس سے بڑی تراش و تراش و نازک خیالی و غیرہ میں تعریف ہو گئے پس یہ اثر اوس حالت کا ہو جو
 خود شکل پر کلام کرنے کے وقت طاری تھی اور یہی رہتا تھا باریضا اب ذکر مصائب مختصر میں معمولی طور سے اور مصائب مخفون کے برابر
 اثر ہو گیا کہ وہ جذبہ خدا و طبیعت سے رولاتی تھی خدا کرانہ کار پر داری سے ایسے کہ آدمی کا کام کہی خدا کے کام کے پیشگی نہیں ہو سکتا
 ظاہر میں یہاں ذکر اوس بخت کے ذنب کا ہے جو حکم خدا حضرت اسماعیل کے بدلے قربانی کے لیے آیا مگر نابار روایت مشہور حضرت امام رضام
 اس بڑے بدلے سے مراد حضرت امام حسین ہیں ۱۲؎ حضرت امام حسین کی طرح انکے ہی ولادت و ولید کے محل سے ہوئے اور انجام بھی ہوتا
 قریب ہو کر زانی یا زانیہ کیلئے دو نو خدا کی جوتون کا سر بطور نذر پیش کش کیا گیا ۱۲؎ بھنے دلوں میں شیطان یہ شبہ ڈالتا ہے کہ حضرت
 نے مصائب کیوں نہ کر لیا جو اپنے جان دی تو جواب یہ ہے کہ حضرت علاوہ علم امامت کی تجربہ سے معلوم ہو گیا تھا کہ یہاں نے مصائب کر کے کیا پہل
 پایا انوار نہیں بھی نہ رہے ماما پر جب انجام موت اور آبرو و بڑی سی ہو اور سراسر زحمت عیال و اطفال اور احباب کی تو ایسی جھوٹی
 مصالحت سے کیا فائدہ اور کسی یہ شبہ ہوتا ہے کہ اگر سفر کیا تھا تو اس پر خطر عیالین عیال کو کیا سات لیجا تھا اور مل ہی کہ وہ اہلیت جناب رسالت
 و اہلیت جناب ولایت ماب اوٹنے بلکہ خدا کے امانت تھی اور حضرت کی جان کی ساتھ ہر دوس پر آشوب زمانہ اور بی نامہ کے عداوت میں
 اور نہیں کمان چوڑ جاتی نہ دیند و الون پر کیا ہر دوس ہتا کہ مکر خیا تین و نسی تجویز میں اپنی تین اور جو مدوان خانان کو چوڑ جاتی تو
 تو وہ ہیں اگر کم سن عداوت میں داخل تھی ہر ایک نہ ایک طرف تھائی ہوتی اور وہ اوس پر آشوب زمانی میں ہر طور خطر کا تھی تو یہ نہ چاہا کہ کسی
 اور ایک ایک سب چھاپے جائیں بلکہ قتل و قتل ایسی مناسب معلوم تھا کہ سب اکٹھا اور پیش نظر میں اور ہر حال میں جو موافق عقل ہو وہاں کے
 اتفاق سے کہیں ہر دین میں تو خدا پھر ہی گیا تھا ولید وغیرہ سے اور سر کو نہ بفرقا ہر شیعہ کی احتمال میں و اماں بلکہ خفقہ تھا تو یہ پھر مسفک
 کیا چارہ تھا علاوہ یہ کہ بفران کے اسلام ظاہر ہی کی اور اپنی اہلیت کے اہل بیت جو ہی ہونے کے اور شیعہ دعوت وغیرہ ہر طرح سے حورون اور بچوں
 کی بری ہو سیکے نہ زیادہ فقر و انکسالت علم حامی وغیرہ تھا اور علم امامت اور باطنی کی راہ سے تو سب کچھ معلوم تھا بلکہ انصاف تو یہ ہے کہ کسی
 یہ عمدہ اور شہادت کا حجتی اور ہوا و خنب کا مرثیہ ہو شہادہ و مدد سے دین سب زعمین انکے اپنی پابندی کسے کہ موافق اور زمانہ اور اہل زمانہ
 طرز و طور مزاج اور دنیا انکے اختیار و تسلط کی مقدار ہی سے جانجا گیا اور نہیں کیسے اس سے برہمی ہوگی اور کس دہ کا خفقہ تھا اور کس حد کا شہادت
 کر دینا میں اور کس طرح کی دنیا و شہادہ تھا میں یہ ادنی ادنی لوگ جان سکتی ہیں جو ادنی ماسک اس علم کا کتنے ہوں اور عالم کے رنگ عداوت

لہذا ہم شوم سے یک حسنی نسبت تا گردن کشیدہ درندہ عالم سب ہستی بزریدہ وہ جو بلی اپنا انجام جانسکا جو ذکر و معجزہ نامعلوم
 کیا چارہ تھا اپنی شریعت ظاہری کی آیتوں کی برتری میں کہ اوکا حمد یہی تھا اور وہ حجت خدا تھی ۱۲ سال اس حجت خدا کے بارہ
 اکثر مخالفوں کے شہد محض ناوانی سے معاد ہیں مثلاً سنیوں کے خیالات لیکن از بسکہ وہ پابند عقل نہیں تو ان کے طرف توجہ کرنا بہت
 نہیں جو لوگ اثنا عشری مذہب کے سوا درندہ ہونے پابند ہیں وہ لوگوں کی ذرہ بہر نظر میں نہیں محض ان کے ہاں سے بڑھیک جانا عقل پروردگار
 بونے کے خائیں مقولات پر ہیں پھر وہ کب ہمارے مقابلہ پر شریکے ہیں یا ان البتہ فلسفی حکیموں سے خیال نہ مروانا اور سو کہ اگر ہاں ہو چکا
 تھے کے قابل ہیں اور مکارہ یہی اون لوگوں کے شایان نہیں کہ وہ اپنی عداوت کی وجہ سے شریعت و تدلیس و جھوٹ و غلو وغیرہ سے
 اور مبرا ہیں اور بالفعل بذریعہ علیہ العالیہ محلی القاب شہت آب غفلت ایاب جناب اباباد شاہ اباب صاحب امام اقبال علیہ السلام
 بنظر الحق کے دوسرے حصہ کے ترجمہ پر اور یہ اصل کتاب زبان انگریزی میں عالم خمیر ناقلہ عبید کریم معاصر ستر و پنچو شہ صاحب
 درنے کہ جو ایک نامی و گرامی مصنف رس نہاد کے باشندہ تھے مدینہ احرار یا مدینہ فاضلین کے ہیں تصنیف کی جو تاریخ و سیرت
 ب ولایت باب مدینہ مکت کے اور واقعی کہ صاحب موصوف نے داد و تحیر و فراست و انصاف و می خواہ بہت بڑی فکر و تحقیق
 سے و یکے میں بہت خوش ہوا اور سرکار موع علیہ السلام کا شکریہ کیا لیکن از بسکہ نصف ممدوح کو مکت فلسفہ کے ہیں اور بوجہ اوس کے متضاد
 اکثر یورپ حکیم شہر با و ادا و مزاج ہیں تو اس وجہ ہر مقام پر اپنی جدوت بدو قائل اور آزاد می سی سے کام لیتے ہیں اوسا مکت کے ترجمہ
 مکت اخلاق جو اوس سے اور ادا کے رون سے اہمیت کامل رکھتے ہیں اگر چند ترغیبیں و نصیحتیں ہمارے نسبت ہمارے حضرت کے پہلی جلد اور دوسرے
 میں مظاہر الحق کے ظاہر نموتیں اور تہرا و نہجرت کو اپنی ناموسے میکو کچھ جانچ میں فضل نہایت کہ مکت ناموس کو فلسفہ سے کچھ ربط نہیں
 ان دونوں فنون میں مابینت ملی جو ان مکت ناموس و مکت اخلاق دونوں قریب الخج بلکہ متحد الخج ہیں اسی وجہ سے مکت ہر دو
 لاتی میکون کے تصدیق و ترمیم کرشمہ یوشل مع حضرت نعمان کے قوانین اور مکت اخلاق برابر بافقون اور پیروان اور اس سلسلہ اور
 موکج شتاخوان ہیں چنانچہ تصدیق حضرت نعمان کے حضرت داؤد کے لئے اور اسی طرح مالینوس وغیرہ اخلاق کی کتبوں میں برابر تصدیق و
 ریف پیروان کے کرتے رہی ہیں پس صاحب ممدوح کے خدمت میں گزارش ہو کہ اوان چند امر و کج یہ امر ہیں کہ جو متعلق اس بحث سے ہیں
 رخصاصہ و نکاح جو کہ ان موع کے نزدیک حضرت امام حسین کے عبادت سخاوت امانت دیانت شجاعت شش اپنی والدین و گواریدر کار اور وہ
 مدار جناب سید فخر کے ثابت ہو مگر یہی فرماتے ہیں کہ انہوں نے سفر کر بلا شور و مقلانہ کے خلاف کیا اور یہ تاسف بھی ادا کیے بیان سے
 تاہم کہ ایسا مبادر کیوں ضائع ہوا اور اوسے کیوں نہ بننے کی پناہ کو قبول کر لیا اور کیوں نہ اوس قلعہ میں سکونت پذیر ہوئے جو
 وہاں قریب تھا اور اوس زمانہ کی بادشاہ ادا کے سر کرنے سے عاجز متوالی غیر ذلک یہ خلاصہ ہی راے حکیم معاصر کا اور ہمارے تحقیق اور
 فیہ یہ کہ صاحب مبادر کو بالکل اہمیت ہو اخلاقی مکت سے چنانچہ اوس علم میں نہ ثابت ہو چکا ہو کہ شجاعت اور مکت میں تلازم ہو
 رفین سے پس جو مبادر وہ حکیم جو اور حکیم ہو مگر یہاں تک کہ انہیں کو غیر حکیم میں شجاعت فعلی پائی جانی ہو غیر شجاع میں مکت
 فیقی تحقق ہو کے پس صاحب ممدوح یا حضرت کو شجاع نہ کہیں یا اوس فعل میں نادانی کے شہد سے ادا کے بارہ میں بازالین اور جبکہ ادا
 و صاحب مالیشان نے خلاف مبادر اخلاق کیا تو اہمیت ادا کے اس علم سے معلوم ہوئے تو تحقیق حقیقت حال مجبور فرض پر ہے کہ کوئی

جو کئی ناموسی خلافت کو حضرت امیر کی قیادت ہی پہنچی تھی اب اس زمانہ کا ہر ہی کی کہ کوئی کے ہی کامل فکر کر لے چنانچہ چند ہی مہینوں میں بلوچ اور غلات
 مٹی اور خلیفہ صاحب مانگے گھوڑی پر ڈال دئے گئے اور حق اپنے مرکز پر بٹھا رہا اور پھر انصاف کے بیڑی معاہدہ اپنے اسی منصب قدیم کے استحقاق پر بنیاد
 خلیفہ بحق اقتدار کے اور شام کے گو کہ کون ان پنا سر کیا کر لیا بیادنگار کے بعد ریزہ کا جو معاہدہ کا بیٹا تھا اور حضرت امام حسین کا مقابلہ ہوا بعد ان سب
 مرحلوں کے کہ عثمان ہی کی وقت میں او کے سب عزیز بنی امید بڑے بڑے عربوں پر سلا ہو کے مطمئن ہو گئے تھے اور بنی مائشہ ضعیف و مضحل
 ہونے چلی آئی تھی مگر اگلی دہائی کے دو سے ظاہر کے بات بنی چلی آئی تھی نہیں تو فکر یہی تھی کہ پھر کسی حیلہ سے بنی مائشہ کو زک دیکھے اور بددیوبار
 بد لایحیہ پہونچکے حیلے اور لگائے تھے خون عثمان وغیرہ کے طرح بہر طور جفا و غضب کا باعث وہ کینہ دیرینہ تھا پس غضب غضبی ہوا اور اشعار
 بزد وغیرہ کے اس واقعہ میں لیت ایشیائی بیزانچ جیسے مزیفین کے عاملوں نے تحریر فرمایا ایسے کو یہی رہا غضب ہوا اے پس ظاہر ہی نہ ہوا
 کا زیادہ تحقق ان امور میں ہر روز زن زمین و حکومت اور ان سب کے خواہش پر مدبر غائب تھی اور حضرت حجت خدا مٹی اور اپنا عہدہ تیری
 کے لئے انہیں کوئی چارہ نہ تھا او کے مندر کرنے میں اگر نہ دیات میں غفلت آجاتا پس ہر بات میں وہ اضطرابی او کے حریف تھی اور بار بار
 او کے اصحاب حاج ہوئے اس تک مال پونجی میں اور مالہ آئی اوس میں اسطرح حال زور عبد السلام کا صبر ریزہ مائشہ تھا اور حضرت امام
 حسین کا اوسین خارج ہونا اپنے ائین قطعی کے بموجب مورخین مشہور ہو حکومت کے نزاع خود ظاہر ہو کر اوس ملک و مال کے خواہش
 شراب و کباب کے لئے اور حضرت کو ناموس و مذہب خالق و مانع او کے عدم مزاحمت سے پس ہوا اور غضب و دلدادہ خود غیظ و غضب کا بار بار
 سے کا جواب یہ ہو کہ غضب عقلی دس کے ناشائستہ حرکتوں کے وجہ خواہش زرد مال نزول زمین چنانچہ ان ائینہ عقل کے آدمی کو ممکن نہیں
 زرد مال کی جو اقسام جادات ہو خود و محبت ہوگی اور درخواست خواہش اور عقدہ میں مدد دینے کے لئے بلکہ مال کے عقلی نتیجہ کے البتہ محبت ہوگی پس
 اس بات او کا عقدہ عقلی نہ ہوا تو کیا ہوا اور سود اسکے سیرت جناب امیر کے اپنے خلافت کے زمانہ میں چکر اونی بڑی سلطنت پانا ہنگام
 کے لبر کے گلی کہ جوڑے کے سود و کسرا جوڑا کر کہا بابت ہر زمین اپنی لینے کر لگی کیٹی والوں نے جب ہاتھ بڑا یا کہ ہم آپ سے محبت کرتے ہیں
 کتاب اور سنت اور سیرت شیخین بر تو فرمایا کہ کتاب و سنت کا مفادہ نہیں لیکن سیرت شیخین کی محبت پیروی خود سبکی تم جو نہ روایت
 جب جا کے اونو چھٹان سے رجوع کی اور اسے یہ شرط منظور کر لی اور اس کے بیعت ہو گئے اور یہ ادھیکہ کہ چلی آئی پس ایسی لوگوں کو
 مال دیا کہ کسی بنا پر محبت ہوتی اور زور عبد السلام وغیرہ کے بابت کہ انہیں خود تھوڑی تو جو اسرعت کی طرف تھی بلکہ متعدد جھٹل ہی
 امر تھا کہ حق عقدا کو پہونچائے باقی و السلام اور حکایت اس ماجرے کے بعض مورخین نے اسطرح سے لکھی ہے کہ کاست کہتی ہیں کہ مدینہ
 منورہ میں ایک تاجروسی وقار عبد السلام نامی تھا یہ بخیال تجارت دار الامارہ شام میں گیا اور اپنے بیوی کو مدینہ ہی میں چھوڑ گیا یہ بہت سیر
 و حیلہ تھی چنانچہ چرچا ایک صورت شکل سسرہا کی کا بیزیر کو اور شاید کہیں شام گئی ہوا چنی شوہر کے پاس اور وہ ان او کے حسن کے ملک و لیسہ بہادر
 دیکھ کر ہو بہر طور یہ اس عورت کے لئے تو اتنی کشتائی لیکے پڑے یہ پر جا بادشاہ و ملک ہو چاہا کہ گرگ باران دیدہ تھی او کے جنگلیا ج میں ایسے
 کھیل پڑے ہوئے تھے اونوں نے فرمایا کہ وہ خاطر جمع رکھ لے کہین عرقرب و مسل کے فکر کافی کرتا ہوں وہ نامتو کر رہتا ہے ہر اذنون سنکھو ٹھہری
 جوڑے جو اسکے فکر میں رہیں اور الگ الگ اسطرح سے کہ او کا کوشش نہایت ہوا اسی و شوہر دین کے معاہدہ بادشاہ وقت سے خلیفہ شروانی
 تو بہر خوب او کے میار کی دوکان چکے وہ جانے آئے لگا تو معاہدہ کے بڑی توجہ اور سپر ہوئی اور بہت کچھ فائدہ ہو رہا کہ ان کے دین جگہ

خبر دیں گے یہی بڑی کہ دادہ وہ کیا خوب رائے دی ہو گا۔ اس کا اسٹا بلڈا اثر ہوا جو چند روز کے بعد ایک روزہ قبل اسے بہت جز بڑی ہو رہی تھی۔
 اسے بونے پر آمد ہوئے تو شرمی ویر کے بعد فرمانے لگے کہ گھر میں بہت مصروف ہیں کہ بڑے کہ بہن کے شادی کی رونا اور یہ سب خیال میں کوئی مسئلہ
 یاقت نہیں آتا جز بعد اسلام کے لیکن افسوس ہے کہ اس کے زوجہ چارویہ مدبار عام کے بات کو نہ سنے تھاتی یہ کہ انہوں نے جزوئے بعد اسلام کے دو مستحقین
 بہت دینے لگے اور شرمی بھی نہ یک جگہ بے بہرہ بنے ایک موزوں در ایک زبان ہو گئے اس پر اسے نقل کی مارے کو یہ راہی دی کہ اپنی زوجہ کو ایک
 سے بہن تین ملاقات بائیں دی اور اس کا گواہ بن شاہد بن محمد بن وغیرہ سے مکمل کر کے معاہدے پاس پیش کرے اور اس سے اس کے بی کا بیاد
 مانگے اپنی ساتھ اس شخص سے بہت پل کا نیا کر کے۔ باہر میں دیا اور خود پر یہ کیا بیاد مانگا چنانچہ اس وقت وہ دہشتی ہوا اور وہ کاغذ پر لکھ دیا کہ
 معاہدہ نے حضرت صاحب بن عدی بھی اندرون کو دینا ورنہ خفی۔ یہ یہی ہوا جو بعد اسلام کے پاس سے اس جھلی ملاق نامہ کی چنانچہ یہ ایک زمین چڑھی ہوئی
 سوکھس کے واسطے سازنے پر چھکے ہون ان کے کر کے زمین میں پونچھی وہ ان سب کے پہلے زیارت کو اپنے امام کے گئے حضرت نے وہاں کا گس کام کو اسے ہوا تھا
 صبر سگرشت اعلیٰ حضرت سے دہائی خدمت نے فرمایا کہ تم اس عورت سے میری خواہش گاری اور نہایت کا یہی ذکر کرنا انہوں نے کہا کہ اس پر جو شہم ہو
 اس میں تین کے بیان گئے اور کہا کہ میں پاک ہوں بادشاہ وقت معاویہ کا اور وہ تجھے یاہ مانگے ہیں اپنی ویسے بڑی کا اس عورت نے کہا کہ مجھے بعد اسلام
 کیا کہنا کہ وہ میرا چاہنے والا شوہر ہو طرح نے کہا کہ اوکھی جا بہت کا تو یہ رنگ پر کا انہوں نے شام میں یہ اندیشہ کیا کہ تم سے بائیں ملاق دیر یا یہ ملاق ہو
 یہ دیکھتے وہ دھم دھم مچ گئے پھر کہنے لگے کہ اسلام میں کہ کیا چاہتے ہیں انہیں تو بعد اسلام ایسا آئی کہ ملاق مانے کہ کہ حضرت امام حسینؑ بھی طالب ہیں تھا۔ یہی
 کہ کہ میرے تو فعل رنگ واپس پسیدہ جہان میرے ہیں آپ ہی راہی و جھلی کہ میں کیا کر دوں فرمایا کہ اگر دنیا چاہتی ہو تو یہ بڑی کا ساندہ اور وہ دین
 چاہتی تو حضرت امام حسینؑ کا اسے نہا کہ میں دین ہی کی طالب ہوں اور معاویہ کو ان کا رخصت لکھ کر طرح کے کا تہہ شام کو روانہ کیا اور حضرت امام حسینؑ کو اپنی لڑائی
 سے واقف کیا کہ زبک زمانہ اس عرصہ میں میں گزر چکا تھا تو فوراً حضرت نے اس سے عقد کر لیا اپنی ہوا یہ اتحاد چھٹی کہ بعد اسلام چند ہی نوادہ و ز
 ذرا کے وہ دین و دینی راہی آکر کو انہیں جواب صاف ہوا جب تو وہ اپنا سامو نہ پہنے دینے روانہ ہوئے مگر پہونچے دیکھا کہ گھر تو فی الواقعہ بڑا بڑا
 لیکن گھر والی اندر آکر کو یہ پوچھنے پوچھتے حضرت کے ڈوڑھی پر پہونچے اور عرض کی کہ کئی قتیان جو اب کی میرے امانت میں ہوئے ہیں اس حضرت نے اندر
 جا کے خبر کی کہ پھر وہاں کے بلایا اور فروری کلام کی اجازت دی پہلی بائیں سے شکوہ اور گئے رہے آخر کو وہ سب قتیان دین اور بعد اسلام
 نصرت ہوا لیکن روتا ہوا جدائی پر اس عورت کے اور وہ عورت بھی پس پردہ سے مدد ہی تھی جب وہ ڈوڑھی تنک پہونچا تو حضرت نے واپس بلایا
 اور یہ فرمایا کہ تو نے تین ملاق دیکھے ابھی بائیں کرو یا تھا یہ تفسیر غیر شخص کے عقد میں آئی ہوئی تھی مگر ملاق نہ ہو گئی اور ایسے خوب صورت ہو گئی
 سیرت عورت چنانچہ وہ ہر دست بردار کوں ہوتا کہ تیرے کہ توبت پہونچے اسلئے جیسے تیرے امانت کی حفاظت کے تیرے فائدہ کی تبت سے مگر حضور کو
 حق ہو چھوٹے ناچنے پر ہمیشہ نفس سے تیرے محروم کرنے کے لیے اب میں خوشی سے اس سے ملاق دینا ہوں بعد انفضا سے مدد تو اس سے نہ ہوا
 سے عقد کر کے یہی میرے میں خوشی ہو یہ حضرت نے ملاق دی اور مدد کے بعد اس کا اس سے عقد کر دیا یہ عین معاویہ اور بڑی ناری اور الگ پر
 لونی کہ عداوت اور خدا سے کہتے ہیں خود کو کتنا منظور تھا اس پر یہی میری بات سے کہو گئے اسے وہ عقد سمجھا اور وہ اپنی عہدہ کا پورا کرنا کو خدا کو
 دیکھتے تو وہی کے جنگل سے چٹکا را دین اور جوانی اور ہوائی قرب معاویہ و بڑی کے پیشی کے لیے انسانی اور فعلی کر کر کے خدا اور طاسان خدا
 سے جو کہ توبت فعلی کر کے والا وہ اندر لاکر رہے تیسری کا ملنے ہو کہ یہ سطر حضرت کا فعل تھا جو کہ ابنا ب ر سنا ب کا سطر دیکھو کہ حضرت

موسیٰ کا مریکہ یا نین تاتون اور شہرون کے یوب کے کچے تھیل و ملاط و ناموس و غیرہ سے ہجرت عقل کی بحث میں لکھی جاتی ہے اور بیکانہ صلیب سے
 حضرت کے قیام کے بعد میں ضرر عام تھا اور سفر کر بلا میں صلاح عام تھی پس کوئی پارہ جو سفر کے ذریعہ چلا حضرت نے ہر مالی اہل مدینہ کمال حضرت امام
 کے مرض و غیرہ کے بابت تجربہ کر چکے تھے اور کوئی ان سے کچھ امید راقی نہ تھی بلکہ سراسر خطر تھا پس خواہ غواء و حضرت کوستانی یا اقتصاد کش رہتی
 اولوس و دیگر خبر بدنامی دیا اور عذاب آفرت اور دشمنی اور دیر مردان و غیرہ پر گریہ کیے تھے اور طبعی حکم پائی ہوئی تھی کہ میت کو باسبب جو توڑ دے وہ بہ
 زندہ اور زخمی لوگ ایک نہ ایک دن خون ناحق کو کٹھنہ مدینہ دانی ظلم کے روکا اور دیر و غیرہ ظلم میں مبتلا ہوتی اور خود حضرت غلام میں اور سببی انہوں کا
 سہی ہی ان ظلام میں چہنستے خود غلامی کے کوٹ ہوتی جیسے ان کے سپہ مرین گھوڑا باندہ دیکھ گئے اور بہت سے غلامیوں کو لازم آتین اور بیتہ اس کے
 کی کسی طرح ممکن نہ تھی اسلئے کہ کوئی اور کا شرہ باقی نہ تھا کہ مصالحہ کا انجام ہی موت کا ہو تا ذاتی تجربہ میں چکا تھا حضرت امام صلیب کی بارہ میں بیس ہز
 کے موت میں کیا فائدہ تھا بقول شاہ مردان شیریزادہ کے لائن حضرت علی راس آہوں علی میں جنت علی الاغراض جیسے ہزار اور ہزار ہزار
 مرد ہوں کے میرے سر پر سہل معلوم ہو تو ہر ستر پر کے موت سے کچھ اچھل دست آہی میں لو موت میں جانی پڑی ہی ہو تو کچھ کچھ
 دم توڑ ہی ہیں لیکن یہ سب دوسری مرتبہ تو رہا جب تک عقلی خود کشی لازم نہ آئی پس جہانگاہ سہل طور سے علاج ہو تو شکل کہیں اختیار کر ہی پس
 سفر جو زمت اور قطع فیض میں کہ تھا اسے مقدم لکھا اور یہ چاہا کہ سفر سے اس بلا کو مٹائی پھر ملک بستی کسی میں جاتی اور کیا کرنی اور کس
 مرج سے ایک کو دوسری پر ترجیح دینی پس تعارف قدیم اہل کو ذرا دیکھو راحت کا ان سے نسبت حضرت امیر اور رئیس و دیگر اہل علموں سے
 بنی امید کی کہ جیسے وہ صبح جسے کی بعد مبتلا ہو گئے اور مندری کا طالب ہدایت ہونا اور ہدایت کا اپنے ذات میں منحصر ہونا اور ناموس سلطنت کا پیر
 دنیا میں قائم تو جانا اور کسی مفردہ کا کوئی نہ ہو جو نہ پونا باعث اس کا ہو کہ حضرت نے ثابت کو اپنی عہدہ پر مناسب مانا پھر کچھ ہی انجام ہوا
 کیونکہ وہ ایسا کر کے کہ جھٹ نہ تھا تھی رہا شہر مفر ہو موم کا سفر کو فہ میں پس وہ مفر موجود مدینہ کے ہر کسی طرح نہ تھا اور عراق میں ہر طرح سے
 مہبودی کی امید تھی کہ وہ ڈاڑھے پر عجم کے واقع تھا اور عجم میں ایسا محل بادشاہ عرب کا بنایا ہوا تھا کہ جیسے زیادہ خطر ہو تا پس تدبیر کی ہو
 سے وہاں کے ہجرت یا دینی مدد سے یہی کامیاب ہونا ممکن تھا خصوصاً بنظر خصوصیت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ و حضرت عمارت
 ہا ائی رضی اللہ عنہ کے اور خصوصاً بنظر قومی حضرت شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہما اہل فارس سے تاج حضرت نے سفر فرمایا حالانکہ ان کو ذہن و توانا
 نہ تھا اسلئے کہ قبل اور کے بہت سے حج فرما چکے تھے کہ مدینہ کے باشندہ تھے کہ جو قریب مکر جواد را جہ از ہر تھی پس قبل جو جسے بارہا حج کو جا چکے
 تھے لیکن اس مصلحت سے کہ بنی امید کہ کوئندہ اور ٹو ہی مکر میں نہ رہیں اور نہ اسکا حج میں مشغول ہو کیونکہ چندے مطمئن ہو جائیں اور ضرر سے
 باز رہیں اور سیدی کو فی کس طرف جانے میں بہت سے اندیشہ تھے پھر حج فرمایا اور انار فطنت کے مشاقتار جانتے سے جانی توانا بنی حج غیر واجب لازم
 اور عہدہ مفرودہ سے بوجہ تعید بدل کے بعلت جہات واجب کی طرف چلے کہ یہ سب حج میں مشغول رہیں اور رہنری ذکر سکین اور میں کوئی نہ چوچا
 لیکن شیطان ان سے اونکا کام پورا کر اچکا تھا اور وہ کہیں میں تھی اور راہ میں جب مطلع ہوئے کہ قریب ہو چکے شہادت حضرت سہم پر تھوڑی
 مدینہ پہنچا اور اس کے سفر و میں تہا یہاں تک کہ ان کے لشکر و بی میں گھر گئے گے کامل یہ کہ ان کے موت عقلی تھی کہ جوانی اور غصبی مدد سے
 فریاد کی کوئی نہ لکھا اور ناموس سلطنت کے قائم کر کے لینے اور غلبی اقتدار کے غیر خواہی سکینے اور اپنے عہدہ کے برتاؤ میں اپنی باندہ کامیاب
 اس سے جہ کے کھون موت ہوئی کہ خدا کے لینے اور ناموس شہی کے سلطنت کا غیر عقل بلکہ چوہائی و غصبی ہونا و سکی تاریخی کا دین سے اس

سلطنت کا ناموسی سلطنت ہونا انکی خوش اخلاقوں سے اور انکی بزرگوں کے ناموسی سلطنتوں سے صاف ظاہر ہے جیسا کہ اوکے بزرگوں کی سی ہوا
ریاستوں سے اوکے سلطنت کا غیر عقلی ہونا ثابت ہوتا ہے پس انلاق کے کامل عقیدہ کے یہی سنے ہیں کہ اوکے لئے اونی نہ اپنی جان کو بجان بھی نہ اوکے
جان کو بجان کیا انکی وقت کی استدلال انصاف کی پابندی میں مارے نہیں گئے جس کا ذکر از ان شریفین میں مکر رہی کیا انکی عزت خدا و رسول اور
باجدا لوگوں کی نزدیکی اس سے نہیں بڑھی پس انہوں نے جو ان سب سے بڑھ کے جفاکشی کی تو کچھ بڑھ سب سے بڑھ کے نہ تو گئے مگر ایسے
ہی ہوئے کہ ماکال لیاقت ذاتی پر جو اور خدا عادل ہو کیا جو تو گناہی محض خون کے حق ادا کرنے کے لئے موجد پر چھاتی ہیں اور اپنی عمدہ کی
برخی میں اپنی جان گنوا تی ہیں تو کیا کوئی دانا و نسیب نادان کیسے گا کہی ایسا نہیں بلکہ کامل حکیموں نے ان کے تعریف کی جو بان ہوا فی عقل کہ
جو گم ہمارا مت اور لذت فانی کی ہوتی ہے ہر حال میں زندگی پر برتری لیکن ہوائی عقل چور دن اور ڈاکوؤں کی عقل کی طرح نا جائز و
و غرور موم چونہ جائز و مدوح پس خدا ایسے عقل سے خوش اخلاقوں کو محفوظ رکھی اور یہ ہوائی لوگوں کو مبارک رہی پس علم و حکمت سے کہ اسے
چیز بڑھ کے ہو گئے اس باب میں کہ اوکے سے اپنے جان واری کہ جان کا قائلہ شخصی جو اور ملکیت کا نوعی اور مصالح عام تعلیم عقل میں مصالح خاص
بڑھ کے جو اور اسی وجہ سے جب انطس و ملیطس نے حکیم کامل سقراط پر لاندہ ہی کا انفر کیا تو انہوں نے کچھ بڑھانے کی اور اپنی جان عزیز ملکیت سے عزیز
نہ کیا اور ملطس اور پیر اس طاری نہ ہوا اور حکیم افلاطون اور حکیم کرائی طوا اور حکیم فیڈوکا سمجھا نہ مانا اور نہ زار نالی اور دایوید نے اپنی زندگی
کی اور اوکے دودھ پی پی کی نظر کی اور حکمت ہی کی اعتبار کو جان پر مقدم رکھا پر حکمت ناموس کا تو کیا ذکر کہ حکمت جب کے ایک چیز ہی اور اس میں کیا
خشبہ ہو کہ اس شہادت سے کہ قدر عزت اس تعلیم پاک کے ظاہر ہوئے کہ دوسری یا پہلی پشت میں ایسا با خدا و خدا کے پیدا ہو کہ وہ ایسی یافت میں نہ
اور اس پاپ و باپ کے وقت میں کسی ادنی سے بات میں بھی اوکے سے موزن اپنے آئین سے نہ کیا پس اگر یہ نبائی بتا تو کچھ بڑھانے یا بڑھانے
ہوتی ہیں حضرت امام حسین سے پوشیدہ فرماتے کہ وہ اپنی نانا کے سامنے ہوش سنبھال چکے تھے اور انکی تعلیم یافتہ اور تہمت یافتہ تہمت جو شہ پر
کسی انور نے ثبات ظاہر نہ ہوا جو شہ کی بھی کہیں پاؤں ہوئے ہیں چنانچہ تفصیل اسکے مواظہ جو پوری وغیرہ میں ہو چکا انسان یہ ہو کہ اصحاب حضرت
کیسے دیندار و خوش عقیدہ تھے کہ جن کے جب عقبہ یا خیر نے حضرت عبیدہ کا پاؤں کاٹ ڈالا لبر کے لڑائی میں تو حضرت امیر حضرت حمزہ
علہ کر کے انہیں چہرہ لایا انکے قاتل سے اور اسے واصل جہنم کر کے انہیں اوٹھا لگئے اور حضرت کے سامنے لٹا دیا اور حضرت عبیدہ کے مو پر
مردنی چاگتی تھی اور اوکے پٹیل کی ہڈی گاؤد ابھرا تھا اور بختاب رسالتا متاسف و ابدیدہ تھے کہ عبیدہ نے عرض کی کہ اگر آج حضرت ابوطالب
زندہ ہوتی تو مجھے دیکھ کے اس حال سے اوکے انگلیں ڈھنڈی ہوتیں اور اوپر سبج اوکے ان شعروں کی کہلی ناک سے کہ تم بیت اللہ علی قدر
ولافطاعن و دو قذافض + و منصرف حتی نصر عودہ و مذہب عن انبائنا و الملائل جھوٹ بولے تم اسے قریش قسم خدا کی کہ اگر کیا سا ہم
دیگے ہم پر کا اور نیز بازی اور تیر انرازی اوکے طرف سے مکر لگے اور کیا نہ مدد کرینگے اور نہ چلینگے اوکے اس مذہب کہ کئی پڑھی ہوں ہم ادک
گرد و بچہ لگے چون ہم اپنے پیارے (اوکے بالوں اور اپنی سیون سے حقیر کرتا ہے کہ نبی ہاشم نے حضرت کے وقت میں تو اسکا نونہ ہو دکھایا
تھا اور کہ بلابین تو انہوں بلکہ غیر لوگوں نے اصحاب حضرت سے وہی کر دیا بلکہ اوکے سے ہی بڑھ کے خور کے بات ہو کہ بعضے تسمین موت کے
فی الجملہ اسان معلوم ہوتی ہیں ظاہر میں جیسے رگ جان کی فسد کہ لڈا و خون بندہ کرنا پس حکیم کامل سقراط کا مبرک نامہ ہر کے پچانی پر جرح کام
وقت سے جو ملیطس و ملیطس کے متفق تھے ایسا شکل نہ تھا جیسا بالوں اور تیروں کے چھکوں پر رہ رہی تھی کرنا پس کیا نسبت تھی شجاعت

اخلاق کو ستر امام علیہ السلام کے شجاعت ناموسی سے اور ایسی یکمکوں کی ہر محبت خدا کی سیدہ پسرہی تھی حضرت کی نماز عاشورہ کے وقت اور جو تیرا دیکھ کر
 آتی تھی تو قاتلی تھی اور جو نہ آتی تھی شاد میں جبکہ جگہ ادھین اپنی بدن نامک پر دیکھتے تھے حالانکہ دروادر کھانے پر ہی چیزوں کا ایک نام خون
 میں ہی ہو تو اس کے درجہ سے ساری جان بے کل ہو جاتی ہے۔ مکمل یہ ہو کر موت عقلی سے بے گناہ حاکمیت ہو اور پابندی ہو اور خود اور خوش اخلاق
 کہیں اس کے قریب ہی نہ کھڑا ہو گا اور تحصیل اس اہل کی ہو کر دنیا کی سب چیزوں میں اگر فائدہ ہو تو ضروری ہے جس چیز کو ایک لکھا جائے تو اس کے
 فائدہ اور ثنائی اور جو نہ ہی تو فائدہ نکھو سو چکے ہیں چنانچہ اگر اس چیز کی ضرورت پر نظر کر کے اپنی ٹیکس کرے مثلاً وہ مال اگر مجھے ملے یا تو جان جنم بہتر
 پائی کہ اس کے حفاظت کرنا ہے جو ساری چکاری کا بند و بست کرتا ہے اگر نہ دیکھتا رہا تو وہ گناہ کا بخراب ہو جاتا اور جو دیکھتا رہا تو وہ موت
 ہی ضائع ہوتا اور جو کوئی جاننا تو شاید زہر کھاتا تو مال کی ساتھ جان ہی جاتی نہیں تو کس کی زندگی سے ہشکارا ہوتا تو خوب ہوتا ملاقات
 سر کی بلا تھی جب جا کے مرتبہ رضا بقضا الہی کا حاصل ہوتا ہے اور یہ عقیدہ اگر جو بتقلید یا اس اعتماد کے وجہ سے کہ خدا عادل اور علیہ السلام پس کوئی
 کام اس کا مصلحت سے غالی نہ ہو گا تو ہمیں پسند نہ آئی یا م اور سیکے جا رہے ہیں بین دناقی حاصل ہو سکتا لیکن ولین جہی گستاخ و بی بیچ کے اندر سے تیار
 ضرر اور خرابیاں دیکھی یا کسی جانچو اسے سے اس سے بچنے بلکہ اگر کوئی چیز مفید حاصل ہو تو وہی دیکھے فائدہ پر نہ لڑائی دینی خدا اور بے ثباتی پر نظر
 کو کہ اور جو جاتی رہی اس سے دل تنگ نہ ہو ایسی ہی محاطوں سے ناکر وہ خلق کامل ٹیکن ہو اور ہوس اور مدد و رنج جو دانی کا حاصل کر جو نامور
 پاک کہ اس تعلیم نے ہمیں سکھایا ہے کہ کیا اس واسطے فائدہ حاصل کرنا ہے کہ کچھ افسوس نہ کر دوس فائدہ پر کہ جو ہمارے ہات سے ہوتا رہا
 اور نہ اترا ہوا دوسرے پر کہ جو ہمیں مل گیا کہ دنیا اور دنیا کے فائدہ سے ضرر سب صحیح و پوچھ ہیں اور ہر نوش کے لیے ایک نیش در پیش ہے بلکہ اپنی تین دنیا
 کی بطن سے لایا ہوا تھوڑی تو بڑی ہو تو اس کے ساتھ اپنی جان کو نہ لینے چاہو کیونکہ ایسا تو عطا کر دے عالم عالم کون دے دے کہ ہر ہر اسمین ہو
 و عدم و رہتی رہتی اور نہ بگڑنا آپس میں دست و گریبان ہیں اور کیا فلسفہ لکھا ہے کہ جیسا طبیعت شخصی کا مقتضی وجود و فروع خاص کا ہوا و
 طبع طبیعت کلی اور اخلاص امکان وغیرہ کا مقتضی اس کا عدم ہے پس ہر نفس کو چارہ موت سے عین تو ایسے چیز سے کیا بھاگتا اور کیا پسندتا ہے مجھے وہ
 کلام حق خدا جو عاشورہ کی شب کو حضرت نے تیار صاف کرتے کرتے اور اوپر بڑا درکتی رکھتے فرمایا ذیل میں کہ اپنی آج راضا کر کے
 اذکات الاجسام الموت انشاء فی نقل امرئی بالین فی القہر اجل یعنی جبکہ بدنوں کی بوٹ موت ہی کے لیے ہوئے ہو تو ادنی کا ملوار
 ہی سے مارا جاتا فائدہ کے راہ میں مناسب ہو اور ظاہر میں تو بہت بڑے بہادری کے بات ہو لیکن غور سے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس
 بڑے کے یہ حکمت میں ڈوبا ہو گا وراو کا بہت بڑا ہے اور اس کا یہ سبب ہے کہ یا تو موت سے نہ ڈرے گا وہ شخص کہ جو بالکل نفع و ضرر کے غم نہ کرتا
 پس وہ نہ تو حیات کے فائدہ پر لگا کر لگا اور نہ موت کے غم پر اور محل او بے محل جان دینی پر موجود ہو جائیگا اور تیل پر جان لینے لینے بہر لگا
 اور یہی جوانی جرات ہے جسے عوام اور اہل عرفان جرات مانتے ہیں اور اگر ایسے لوگوں کے موت ہو یا غضب کی بابت ہوتی ہو اور جو سوسو عقل
 رکھتے ہیں اور ان کا کام موت سے ڈرنا ہے کہ وہ فی الحقیقت حیات کے خوبی اور اس کے فائدہ جانتے ہیں اور کھاتہ اسے یا موت کو اور اس کے انجام
 کو نہیں پہنچا دہرے دنیا کی ظاہری فائدوں پر نظر کر کے اور موت کے ظاہری قیچہ دھکے ڈالتے اور ہر گز نہیں خصوصاً اس صحت سے کہ اب دنیا کے
 مزے کو کہ بیٹے اور لازم ہے کہ لوگوں کو جو حقیقی حیات ہی سے علی ہستی کرنے اور جو کچھ کاموں سے انہیں بڑے سے جیسا کہ جناب امیر نے لکھا
 میں فرمایا کہ ترست الیہ بالغیب یعنی ناکافی ڈر کے ہم نہیں باریک ہے جو اور جو لوگ کہ پوری پوری پانچ ہر چیز کے رکھتے ہیں اور بے ثباتی کو دیکھا

اور حقیقت کو موت و حیات کی اور ہر ایک کی متوقع اور محض کو جانتے ہیں وہ حیات کے عقلی عمل پر موت سے عقلی جنت کر کے ہیں اور موت کی عقلی نفس پر
 حیات غیر عقلی ہے اور ایسے ہی ذوق کو عقلی شجاعت حاصل ہوتی جو اور عقلی دانائی کو مستلزم ہوتا ہے جسکے بغیر عقل و متوقع دیکھنا بقا و فنا کا متوقع و دانائی
 پر ہوتا ہے اور ایسے اعتقاد اور مجرہ کا آدمی محض موت سے کیا ڈرے گا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ بغیر موت کوئی بارہ کسی ذی حیات کے لیے نہیں ہے اور اس میں ہر ایک
 کیا بات ہے کہ دنیا اور اس کے سب لذتیں فانی ہیں اور حقیقت میں وہ نعمتیں بھی نہیں بلکہ دفع الم اور علاج غریب ہیں پس سیری خود کوئی لذت نہیں ملے
 جو ضرر بہوک سے ہوتا ہے اور اس کا نمونا سیری پر اس طرح سیرابی پیاس کے ضرر کی اور ایذا کی دفع و دفع ہو گیا نام چار اور اس طرح سے اور بیان کی لذتوں کا
 عمل پر حالانکہ حقیقی لذت وہ ہے کہ امتناع و تنہا و استقامت محض ہو پر بدن سے حاصل ہو چکے ہیں اس سے کام نکل جاتا ہے بنین تو بڑی دشواری ہوتی تھی
 لباس ہی کو لذت و راحت وغیرہ تو ہر گھر اس کے لیے دھونے کی حاجت اور ہر چہ کی اس کے دھونے میں پانی اور سابن کے اور پانی کو کو بن وغیرہ کی اور
 کو ٹیکو رسی وغیرہ کی اور رسی کو کپڑے والی اور سوت وغیرہ کی اور بے ذالقباس اور سابن کو اون اجزاء کی جنسی دہ بتا ہے اور اون اجزاء کو اپنی ہر
 کی اور عقلی ذالقباس پس ایک آدمی اسی بات میں کتنی منہجنت اور کٹرک چن کر جس کے وہ بیان سے آدمی کی عقل و نگہ ہو جائے چنانچہ حضرت آدم کو
 ابتداء میں ایک ایک آدمی نام کے لیے جسے جسے حرج کرتا ہے جسے ہر ایک کہ جسے مدیون ثابت ہوتا ہے ہر ایک جو اس کے اگر فانی لذت ہوئی ہی تو کس سے ملے اور کتنے
 دیر کے لیے شکار کے کا لکنا لکنا یا تو کتنے دیر تک وہ موزن میں رہ سکتا ہے ہر ایک کو کچھ نہیں جیسا ابتداء میں کچھ نہ تھا ہر ایک اس کا آفاقی ہونا برابر ہر ایک سے
 اس دہانے کے سبب چہرہ الہی اور پہلی نیستی اور نبوت میں گھرہ ہو سکتے ہیں خود سبب ایچ دیوچ ہوئے خود آدمی کو ٹیکو کر اگر پیدا ہوتا تو بھی کچھ نہ تھا جو اس کے
 رو کے ساتھ ہوتا تو ہی وہی عدم متا ہے اگر اس کے پہلا عدم ہے نعمت تھا اور اب کا عدم نعمت مل وغیرہ کے ساتھ ہوا ہر ایک ہر ایک کے متا تو بھی وہی عدم تھا
 ہر ایک کے ایک زحمتوں کے ساتھ نہ چاہنا کہ جان جو کچھ نعمت بڑھ جاتی ہے مصارف کتنے بڑھتی ہیں و وضع عمل و زچا خانہ اور والی کھانا آنا وغیرہ
 کے ہر ایک وہ بڑھ کے متا تو عدم وہی متا تو انکی زحمتوں اور مصروفوں کے ساتھ دوا بڑھ جاتی کے مصارف اور قے و نون کے مصارف کے مصارف
 اور تنگ تنگ اور زیادہ انس اور اس سے بڑھ جاتا اور جو جوان ہوتا تو قے اور شادی کی زحمتیں اور مصارف تو بڑھتی ہیں ہر ایک میں وہی عدم ہر ایک
 جو بڑھ جاتا تو اور انکی لڑکے بالوں کے مصارف اور سب زحمتیں خود ہی اپنی سر لیتا اور اپنی ہر ایک کو بھی دیتا اور آخر میں ہر ایک وہی عدم اور
 بالآخر میں اگر مان باپ کے بعد متا رہتا تو بھی اس کے لیے وہی عدم متا سا مینے والی دین کے متا تو نہ تو عالم و مقین تو انہیں حاصل تھا ایک
 نہ ایک دن ہی عدم اس کا انجام ہی ہر ایک اگر سلسلہ اولاد ہی اس کا قائم رہتا تو تا کی آخر میں ہر ایک میں جگہ کے لاو دہی کا دہا لگتا اور سبشت سے حضرت
 آدم تک یہ معلوم ہوتا کہ ان میں بڑے ہوئے اکثری تھیں ایک شوکر میں بیان سے وہاں تک کچھ نہ تھا اور آخر میں ہی وہی دن سب کا عدم و کمال ایک
 کہ جو ابتدا میں تھا پس اگر نہ ہوتی تو کیا تھا نہ ہونے تو کیا ہوا بجز نعت کے مان اگر اس جیلے اون کے حیرتوں کا کچھ چار چار ہے تو نہ چھلے تو وہ بھی ہر ایک
 اگر دیر تک ہی ہوتا تو اول تو اسے اور سب کیا ہر ایک وہ کتاب ہی کب تک رہیگی آخر کو موزد کر کم خود وہ ہر ایک کے کل سب کی فنا ہو گی پس آدمی ہر ایک
 ہوا اور جیسا تو کیا جیسا اور لذت اور ثنائی تو کیا اور ثنائی سبب ایچ دیوچ ہوئے اولاد کے ہر ایک کی چیز جو یاد اس کے کرنے کا کیا تھا وہ تو ہر طرح سے سر ہر ایک
 آج نہیں مل اپنی سائے نہیں اپنی بعد ہر ایک کے تو کیا ہو گی اور کیا فائدہ دیگی بجز نعمت بڑھ دینے کے پس بے اولاد و نیکو کیوں انہی ہر ایک کا
 مقام نہیں کہ کسی نعمت سے اون کے اور کچھ اور باخاروں کے جان بھی اور اس طرح جو لوگ خود مرنے میں جلیں بڑھ گیا بھی میں اور کیوں ان کے
 ہر ایک کے میں اس لیے انہی اور وہی کے نعمت بڑھانے کے ہر ایک اس کا سنی کو ملیں پس کب تک رہے گی ہر ایک کا فانی عقلی موت نہ ہو کر کے چھلے

درپیش اور اوکے ذر سے اور ایک بکریچ میں آدمی سے سیکڑا دن برا خلاقان ظاہر ہوتی ہیں اگر آدمی اوس سے باخبر ہو گیا اور اوکے
ماہیت اور اصل و منبع سے تعذر وہ بری ہو گیا اول برا خلاقون سے عزیزوں اور دوستوں پر زیادہ بیش شکان ملاؤ کی صورت میں خبا کے باتیں
نکرانہ خود اپنے سے بھی نہ ڈرے اور ہر اس کے حرکتیں نکرانہ اور استقلال کہہ سکتے ہیں اور ویسے باہر دی اوس سے مرتے وقت ظاہر ہوگی کہ جیسے والدین
جواب رضوان تاب سے استقلال ظاہر ہوئے اور اس حال اسماعیل میں اور سب پر ہی میں دید و باز ویر سے باز نہ آئی اور سب عادی تین پوری کین کیا اوکی
نماز آخر مرض میں ایک سب عضو اور اوکے کام سے اتنی ہی تھی مگر نماز ماشوراکہ اوکے مرتبہ حیثیت کے موافق کیا جتنا کچھ وہ نماز نہ تھی اور اوس نزع میں ہوا
نمونہ اور سستے افعال کہیں چھوڑا اور ہاتھ کو تکبیر نہیں کاٹا اور ایک لہجہ عاقلین کہ وہ ان تک حالت جاتی بیچ میں کئی دفعہ برجاتی تھی اور تپتی
ایٹھ اٹھ جاتے تھے بندہ مدد دلا اور تابتہ آئے چہرے کی کب تک تپتا تھا اور ایک میز امرا کو ڈاکٹر کے دو آپ مزرور نوش فرامین اور اوکے اسپر امرا کہ
کہ قبول الایزہ واکا استعمال اصول عقلی کے خلاف جواب اخیر وقت میں میں ایسا فعل کیا کروں کہ جس سے دانشمندوں کے نزدیک آئین میں میری
چال چلی کے فرق پائے اور حکمت اخلاق کے ایک نگرے سے سیاستہ مہم جو اور اوسمین سے بھی جھگڑا جائے سے تو ایسا رہا اس پاک تعلیم کو چھوڑنا
دبا د اور اسے ذریعہ سے بڑے بڑے فتوحات اور کار نمایان صدر اول میں مسلمانوں نے کئی از وجہ سے اسکا تبرا و عام طور پر ہلوگون میں نہیں رہا
تو شکست پر شکست اور ذلت پر ذلت ہونے لگے پس معلوم ہوا کہ موت عقلی سے فخر امتیاز خصوصاً ناموس موت سے اور زیادہ تر مناسب حال ہوا
شرع یا حکیم کہ نہ ذمہ دار طر فاری حق کے اور ہوا اور غضب شکنی کی میں اور اسے عدلے لیا چھوڑنے ناموس اور اخلاق کے ذریعہ سے پابندی اور
حایت کا حق اور عقل اور انصاف کے خصوصاً مطلق واساس کہ جو جسم عقل اخلاق ہیں اور بخت خدا میں خلق خدا میں پس حضرت کیونکر اپنی عقلی
آئین سے تجاوز کر سکتے اور اپنے حسان یا اپنے عزیزوں کے عزیز کر سکتے تھے اپنی پاک تعلیم سے اور کیونکر ساکنا مطلقون اور اساسون
کا توڑ سکتے تھے جو ان عقل کسبیلے ابن عباس اور محمد بن خفیفہ وغیرہ کے کہ جو محض ناواقف اس باب سے اور ایک لازم سے تھی اور جنہیں چھوڑ
عرفی سلامت و حیات مقدم معلوم ہوتی تھی مالا کہ حقیقت میں وہ بھی تو ماضی نہ تھی اور ہر طرح سے موت کا سامنا تھا اور یہ کیونکر ثابت ہو سکتا
طی سے مرد پانے میں یا اوس قلعہ بن قلعہ گیر نہیں جو وہاں سے قریب تھا بیسا کہ حکیم معاصر کے راطے اور نہیں کوئی مذہر عقلی نوا لوفس حکیم
معاصر کا مشورہ محمد بن خفیفہ وغیرہ کو مطلقاً مشورہ ہونا دیا یہی عقل ہوائی ہو جیسے حکیم کہ لوکا مشورہ تھا حکیم ستراد کو کہ قیادانہ کا حکم نہ لینی
رشت لیکے تھا اسے چوڑے پوریم سب تھاری ضالی شاگرد رشت دینے پر راضی ہیں پس تم جان بچاؤ اور حضرت کا سپر اضا نکر البعید
بلا تشبیہ دیا پہنچ کر جیسا حکم سفرانے اوکے جواب میں کہا کہ اے چیتہ دوست کرا لٹو تم جلتے ہو کہ ستراد وہ شخص ہو کہ جسے جب سے ہوش
سنبھلاؤم والبیہ تک کوئی کام بغیر حیات عقل کے خواہش یا عقل کے خواہش سے نہیں پس یا تو تم مجھ پر عتاب ہے ثابت کر دو کہ عقلی کام ہو
یا ایچہ اسے نہ دے پھر بڑے ٹکڑا کر کے بوجہ سترادنے عقلی دلیلون سے یہ ثابت کرنا کہ یہ شرع عام کا باعث ہو کہ اس سے بجا اعتباری حکیم حکمت کی اور
الزام عاقلانہ فراہم سب پر عام ہوگا اور سب کے عاقبت تنگ ہوگی اور میں کمان مارا مارا پھر دگا جن میرے دلیلون کے عقل میرے
بیطون نہیں ہو سکتے بغیر ملک کے لوگ کیونکر عقل ہونگے وہاں بھی میرا یہی انجام ہوگا اور مجھ پر مبر ہی کا اور میرے قوم پر ناقد ہی کا دہا لگا لگا
اور قانون سیاست مدن کا اعتبار مانا کہ جب ستراد خود اوسمین پھنسا تو پابندی سے نکل رہا کہ حالانکہ وہ قانون اصول عقلی سے ہی بن گیا
مجھ پر عقل سے قائم لگے ہیں اور بہتان سے اور نہ بجا اعتباری سیاست مدن کے حکام و رعایا سب کے نہیں مضر ہوگا پھر اس سے بڑھ کر

لایحان انصاری میں ہوسنیں کہ زمین با سوسے باجے ایسے چھ سہری ملائیکے حاصل ہوتا تھا اور بدلتا ہوا سی سے اور تو ہم شوگر قصبہ و
 قنبل نام مصروف کے سقراط حکیم سے خالی سواد بے نہیں دے سکتے کہ جو کچھ لکھنا یا دیکھنا یا سب دلیل الا ان حق باوجود اس کے ہر امر و نہی اختیار
 بعض اصحاب قدرت کے حکیم سقراط پر گزرتے ہیں شاید اسے بھی نہ ہوتی یہ مائیکہ خود اس کے نقشہ علی و درہنہ نام مصدوم سے ہر کفر سقراط مذمت نہیں
 بلکہ توجہ اور اس کے اور سواد کافی الجملہ لکھنا سقراط و جہاں کا اس کے اس قدر سے خصوصاً خوب ہے جو اپنے قتل سے پہلے دیکھنا شام و صبح ہوتا اور لکھنا
 بلکہ ظاہر یہ ہر کر اس کے موت سے توجہ پر ہوتی پس نہ ہی نصیب لیکن فی الجملہ افرام بت لکھا پس کیا عجب کہ اصل میں بطور توریہ ہر اور موعود نے اس میں
 کچھ زیادتی کر دی ہو کہ کیونکر خود ملائکہ دیکھنے سے عقل کے آدمی کا اس فاضل لائن تراکی کے جو کچھ عمل توریہ پر ہر خصوصاً اسے حالت میں بہ نسبت کا
 کہ معمول واقع ہر ہر لکھنا دیکھنے میں گوئی سے ہلاکت اہل تائید کے بابت اور اودوسی طرح پر واقع ہونا جیسا کہ بعض موعودوں کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے اور
 بیشین گوئی سے فاضل اور جہاز کے آنے میں جب کہ کراٹھ نے پہلے دن اس کے قیام کے قید خانہ میں باکے اس کے اس کے کہ کچھ شہر پر کراٹھ فاضل کا جہاز آیا
 اور کل آپ مارے جائینگے تو اودنوں نے کہا کہ نہیں اسے کراٹھ ایک کل جہاز آیا تھا اور ہر سون میں مایا جانی لکھا اسنے کراٹھ خوب میں بیٹے پاک گھر میں
 آیا پاک سوئی دیکھا کہ وہ جیسے گھسی پڑا کچھ دودن بعد یہاں آؤ گے اور ہر دینا ہی ہونا اور اس کا امام کا اور مائیکہ ہی آواز سننے کا لکھا
 پیچون کے سلسلے رو بکھاری کے دن اور تین غازیہ میں کراٹھ سے اور یہ کہنا اس سے کہ ابتدا میں میرے سے اتنا کہ کوئی کام میں خواہش یا قصد
 سے نہیں کیا اور نہ ہر حال میں اس کے بلکہ اخلاق کے بڑے بڑے گردن کا پایا جانا اس کے قول و فعل میں ادنی ادنی باتوں میں ہی اعلیٰ درجے کے
 کے پائوسی اخلاق جیسا کہ لکھا ہے کہ ہر پاک حکم ملائکہ ان میں شرف کیا جیسا کہ کتب یہ لکھا کہ ان کے لکھ تو انہوں نے اخلاط میں دارالکون
 لکھا کہ ہر دوسرے تاثیرات پاؤں میں اثر کرتے اور پڑیوں تک پہنچتی ہر اسے طرح کہ کتب میں ہے کہ ہر دوسری اور کما کہ سب سب تک یہ بھی
 تو ہم سقراط کہ باؤں کے ہر جب حالت میں شرف ہوتی تو اودنوں نے وصیت کی کہ اسے کراٹھ غلامان کی طرح کام سے میرے بیان اسے تھا اس میں تھا
 وہ اس کے یہاں تھا ان بیان سب باتوں سے احوال یا گان لکھتے نبوت اور عصمت کا ہر تا ہی اس میں لکھا ہے کہ ہر کتب میں کے لیے اعلیٰ میں کے بشارت بیشین
 گوئی یا سب حقائق میں نقلی حرم نہیں اگر بھی وجہ نبوت جو ہماری زمانہ کے نقل متکین میں مشہور رہتا بلکہ اور کچھ طریقہ بھی اس کے نشانہ کے لکھا
 کے راہ سے میں کہ پہلے اس کے ایک درجہ کے نقلی قیام پر اور کچھ گراٹھ ان دنوں اس کے قول و فعل میں اس میں لکھا تھا کہ کیا یوں اسے ہر نبوت کا
 حال لکھ وہ خاک ہند سے تاج جہان کے آب و ہوا کب کے زیادہ مفید ہر غالب جیسا کہ افغانستان اور ایران و تورمان کے ہر اور دوسرے لوگوں کے
 حکمت و نبوت سے نہیں بلکہ انسانی اور کے غلاف خاتم جوان و غیرہ کے کربان کے آب و ہوا و فنی فرد واقع سے اور معین ہر نقل کے ہر
 اور باوجودیکہ اس کے سچے سچے کا تو احرار تک متوا تھا اور کوئی بشارت اس کے کسی موجود و متوا مال لکھ جزم اس پر نقل ہر اس وجہ سے
 کہ شاید قوت فریہ حاصل ہر لیکن کسی شہر یا فنی کے نہ ہانے سے اس کے مانع فنی کی وجہ سے شل خود نہ قبول کرینگے بالفضل حاصل یہاں
 اس کا ثابت ہو جیسا کہ حضرت عثمان کے بارہ میں لکھا تھا کہ ایک قول ہر خصوصاً جبکہ پہلی بیشین کوئی حکیم سقراط کے اخلاطی لکھا
 نہا موسیٰ کہ جو مقتضی تاثیر بعض اخلاق و افعال کے کی ہر جس ناگوں اشعار میں کلام مذکور میں حکیم مذکور کے موجود ہر الغرض وہ فاضلی ہو
 موجود ہر کتب میں یہوئان کے اور اس اخلاطی تجربہ ہر کہ کانرین حان جو جیسا کہ لکھا دیا یا لکھا اور اس اخلاطی بلکہ موسیٰ قادم ہر کہ
 کہ اس کے لایحی مع الظلم و بجم الغمر یعنی ظلم سے حکومت نہیں رہتی اگر کفر سے وہ کے اور اور ایسے ہی وجہوں سے اور اسی طرح اگر

مرض گنجائش کیسے کیسے نوی سہل کسی ہضم ہو جاتا ہے یا اور ایک دست تک نہیں آتا خصوصاً شب وغیرہ کے تعلیق میں جو نفقہ کا دھوا کرتے چلتے آتے ہیں
 حالانکہ وہ ظاہر میں ایک ٹوٹکا معلوم ہوتا ہے لیکن باوجود این ہر متبہر حکیم و طبیب جو اس کے تاثیر تجربہ کرتے پلے آئین ہیں تو اس پر ادانکے
 تصدیق کرنے چلے گئے ہیں ویسے اساسوں نے حکمت ناموس کے اس کے تجربہ فرما کے اس کے تفتیش فرما سے ہی چند کونکر اس میں شبہ ہو سکتا ہے ہر کر ٹنگ
 آرد کا فرگرد رہی عقلی لم تو ذرا حکیم تو بتائیں اپنے دو اس کے تاثیر کے خصوصاً بالخاصہ دو اذن کے تاثیر کے لم یا علاج بالمثل کے عقلی لم علاج
 صحت بعض امراض کے اور جس سے ہی بدیہی اور بیان کو تو حجتی کے ڈاکٹر اور یہ وغیرہ بہت کچھ بیان کیا کرتے ہیں اچھا یہ سب کچھ بانے دیجئے اگلا علاج
 بالصدہ پر کسی یہ فرما کر مانی رکے تربیب کا کیا سبب ہو کر فرما کر کیا خود و طب ہی تو تیار کے رطب ہونے کا کیا سبب اور اگر وہ کثرت مایست سے
 ہو تو خود پانے کے مایست کا ایسا ہونا یا اس کے اس کیفیت کا کیا سبب اور اسطرح کوئی بڑھاپا ہی چلا جائیگا تو ضرور آخر میں ایک علامہ العملی اور
 پر مدار ہر گاہ اور تسلسل کے خرابی سے مگو غلامی کے پلے اور تائید کر دیا اسکے علم تشریح کہ ایک رنگ اور پٹی اور پردوں کے دیکھنے سے اور اوکے
 بے انتہا فائدوں اور اوکے سنونے کے بے انتہا ضرورں سے اور اثرن الملوکات انسان کے عاجز ہونے سے اوکے لین سمجھنے میں جو جائیگا کیا
 بتائیں میں صاف ظاہر ہو گا ایک قادر و قناریکہ خدا کے جسے یہ سب کچھ بتایا ہوا اور یہ صرح کے تاثیر میں اس گہانس پیوس میں دی ہون اور
 جب فاعل مختار و قادر حکیم پر نوبت پہنچی تو اخلاق و ناموس سے کون چیر فیض کے بڑے کے ایسے اخلاقی اور ناموسی اساس کے ہو گئے ہیں جو
 ایسے شفا دیہائے خصوصاً جبکہ وہ شمی ہوا اور سی قسم کے تہرون وغیرہ سے علاج کے قابل طبیب ہو سے ہیں ہر مایست نباتات وغیرہ کے کیا ہو
 اور کمانے وہ آسے پانی اور مٹی ہی سے بنی یا اور کچھ ہر جو زمین پر ہو اور کچھ غراب زمین پر خصوصاً جبکہ پانی کا مبادی وہ تصور کے جائے جب
 مختل باطی خصوصاً بتائید بعض ناموسی اندوس کے پس کمانک اجتماع ان مختلف تاثیر و کما مبادی میں ان کلی چیزوں کے ہو گا خصوصاً جبکہ
 ایس برکت کے اسباب مانج سے کسی خاص زمین میں جس ہو جائیں صدیہ اسے ان کی پلے کر پڑاتی وغیرہ اور اس کچھ خود کہ ان کا خاصہ فی اثر کرنا اور دیا میں کہ علاج میں کہ ایک کمال ہو گا
 کا علاج سم نامع اور نہ ہر عامل ہی ہر جگہ اس کے مادت ہی او کو مہی نامع ہوتا ہو اور جو باقی اور پڑا ہوا سب سے ناواقف ہیں اور بہت
 دشمن او سے نہایتے وغیرہ میں ہوا باقی ہی جو اوکے پاس ہوا اور زیادہ یہ تعجب رفع ہوتا ہو اور فقط مدار غبار معلوم ہوتا ہو اور وہ دیگر عادل غلام
 اور ناموسیوں کے ساتھ ہونا تو کس کے ساتھ ہو گا وہ چاہے تو خاک کے چٹکے میں ایسے تاثیر دی کہ جو تہر میں ہونا اور نہ ہر کے اثر تو روکے مہیا کہ
 مختلف تجربوں سے ثابت ہر ۱۲ ناموسی تجربہ ہوا تجربہ ہوا برہان ہے ہوا وہ یہ کہ خدا سے بڑے کون مبدیہ فیا من ہو گا اور حکمت اخلاق
 اور ناموس سے بڑے کے کون ذریعہ فیض کا خدا کے کی ہو گا اور ایسی اساس سے زیادہ کون حجتی اس حکمت کا ہو گا پس اگر اس کے پلے
 ایسے برکتیں اور تائیدیں نہ ظاہر ہونگے تو کس کے لیے ظاہر ہونگے اور لخص دعائیں اثر ظاہر ہونا شرا و دعائیں غفل کر تے ہو شرا
 غلو میں بیت زیارت یا دعائیں نہ ہونا ہوا و غضب میں شہاک ہونا کہ جو سب فرایونگے ہیں اور عقل سے انحراف کرنا کہ جو سب سبکیوں کو
 اور اسی لیے عاقل سے ہر قسم کے اچھی امید کہنا چاہی اگر کچھ کام اس کے فی الحال چہ ہی ہوں کہ ادھین وہ خاک کے گنت موجود ہر جو سب ہر
 ہر جگہ کا ہوا اتنی کے نیکی پر نہ ہونا چاہئے کہ وہ سرمن تزلزل ہیں جو اور کچھ اس کا اعتبار نہیں اوکے بے مادہ ہوئے کہ وہ سے خصوصاً
 جبکہ ہوا اور غیب کے بتائیں اس کے مزاج میں تمام ہیں کہ انہیں ماستولہ سے بالوں کے جو سب غسر ہو دیا میں ہوئے ہیں خدا و شرا
 لایح رہے ہمارے مانج میں بتا ہوا کہ جس کے بدلت یہ نہ دے نام میں ہم کا ہون نامع کہ تو تو میں ایسے اخلاقی اور ناموسی شہادت کے

کہ اویسہ و کبیاری ناموسی و اخلاقی سلسلہ میں منسلک ہیں بلکہ انہیں سنی اکثر کے ساتھ جن میں وہی سلسلہ پاک پیغمبر ذکا اور اماموں کا جو پانچویں ناموس
 و اخلاق میں اور ان کے حمایت میں مہر مہی جیسا کہ پہلے سابق میں اشارہ کیا تھا ۱۲ھ یعنی بعض خود ہی خوش اطلاق نہ تو بلکہ لوگوں کے ہادی اور رہبر
 کرنے والے ان کے اعتقادوں اور چال چلنوں کے ہی تھے وہ ہادی اور معلم کو چکا رتبہ علم اخلاق وغیرہ کے لئے تھا کہ اور ان کے ہادی کے رتبہ سے
 زیادہ قرار دیا ہو ۱۲ھ یہ بیان جو صحت کا کہ جو ناموسی امامت کے لوازم سے ہو ۱۲ھ پس غضبانی مزاج نہ ہوئے اس حسن نظام مدلل پر عقلی سیاست
 مدون اور ناموس ہوسی اور ناموس اسلام کا مدار ہو اور جو اکیسہ اخلاق چراہد جس کے پانچویں رومانیت کو جلا ہو جاتی ہو اور فادادیت مزاج میں
 پیرا ہو جاتا ہو ۱۲ھ ۱۳ھ جیسے یزید موزی کے چنگل سے جہرا کے عیارہ عبد السلام کے جو روا سے دلو الی ۱۲ھ ۱۳ھ یعنی جس طرح سوکھی سمی مرجبان ہوئے
 پودے برسات بلکہ سادوں رت سے لہلی اور ڈوہی ہو جاتی ہیں ویسی ہی کھلائی ہوئی تیرم شل تیرم حضرت سلم کے کلین پاجاتی تھی اور ہر ایسے غریب
 پر در دل کا کیا حال ہوتا ہوگا اپنے بچوں کے کہ سنی اور بے سمی کے تھی کا تصور کر کے ان غضبی لوگوں کے ہاتھ میں مل سب مید تھی کہ حق پرستی جسے حضرت
 علی اکبر نے استفہام انکاری کر کے راہی میں چھان لیا تھا ۱۲ھ ۱۳ھ ان موسی شائشی کا بیان ۱۲ھ ۱۳ھ ان کا مندرجہ معین کا ترجمہ ۱۲ھ ۱۳ھ حضرت کے
 نظام جب کا بیان آوریہ سب مفتیق حضرت کے ان کے سوانح عمری سے جو مورخوں نے مخالفوں کے بھی لکھی چرغاب ہو ۱۲ھ ۱۳ھ یعنی زمانہ ہجر آپ کے
 خوابوں کو جانتا تھا کہ لالچی یا فصد و مزاج نہیں ہر آپ کا یہ فعل بجز برائی بلکہ انسانی بلکہ حیوانی اضطراب کے اور کا ہی پر محمول ہو ۱۲ھ ۱۳ھ انہیں راتوں میں
 عاشورہ کے رات تہی جن میں نہین اپات تین بستر بنے تھے مردانہ میں چہل پہل تھی زمانہ میں اوداسی تھی سینہ پر سونے والی ننھی ننھی بچی ڈھنگ
 تک رہی تھی کہ کہ حضرت انان اور ہیں چہاں پر ٹائین یا پہلو میں ٹائین اور تنگ تنگ کے سلائین اور یہ معلوم ہی دہا کہ اب قیامت تک دھکا
 لکن ۱۲ھ ۱۳ھ ایسے فعل کامل رکھتے تھے کہ جو بڑب بیکون کے اور بچکن سب برائیوں کے ہو ۱۲ھ ۱۳ھ اسی سے یزید کے ہندے میں نہ پسندے کہ اسکا
 وہی ساتھ دیا کہ جو ابلہ ہو تا اور انہیں ملک اسے مانع تھی یا اوس کے طرح البر فری کرتے حالانکہ انہیں دیات اس سے مانع تھی ۱۲ھ ۱۳ھ یعنی ہوئے
 اور لالچی بندوں میں سے نہ تھی الغرض خیر ماز تکمیل اخلاق کا زودہ عقل ہی اور خمد اور لالچ کا نیتا اور یہ سب آپ میں موجود تھا ۱۳ھ آپ کے
 اخلاقی عقل کے کمال سے پس ایسے عقل کے آدمی کو دنیا کی ناپائیدار بے وفائے کیا خاک محبت ہوگی پس غنی سلطنت سی آپ کا کیا فائدہ تھا جو کچھ آپ کا لالچ
 بزموت کیا پائتا ہی ہاں کہ ہاں کے لبر کے اور چہتر مہی لگا کے یا اور کچھ پس آپ کو کیوں سلطنت کی ہوس ہوتی اور کس رتی پر ۱۲ھ ۱۳ھ جسے ہر خود
 کلان اور دست و دشمن جانتا تھا ۱۲ھ ۱۳ھ یعنی یزید نے ولید کے ذریعہ سے گریٹھے پیٹے آپ کو تا ۱۲ھ ۱۳ھ جو ناموسی و اخلاقی اضطراب کا مظہر تھا
 ۱۳ھ یعنی مقایست نہ فصد اور نہ لالچ ۱۲ھ ۱۳ھ پیر ناموس اور اخلاق کے واسطے نواہی لوگیا ہوئی اور ان کے بدکاری اور ان کی ہوا اور غضب سے
 ظاہر ہوئے سب مورخوں نے لکھا ہو ۱۲ھ ۱۳ھ یہ ان کے غضبانی ہونے کا بیات ہو حسین یزید وغیرہ کا کچھ غضب اصلی تھا اور کچھ ہوائی اور کچھ غشی اور
 اکثر حکم کا ہوا تھا اور کچھ کا ہوائی و غشی ۱۲ھ ۱۳ھ جو ان کے گردنوں میں اخلاق و ناموس کے بموجب تھا ایسے کہ حضرت کے وہ سب اخلاقی
 ناموسی رجحان تھی ۱۲ھ ۱۳ھ یعنی انظام کے رفع و دفع میں آپ کو کوشش تھی کہ جو میں اخلاق پر ممل اس کلام مصوم سے کہیں استغاثہ
 حضرت اوس سخت وقت میں مذکور نہیں ہاں اور بعض مدعیوں میں بعض فقرہ اس قسم کے مذکور ہیں جکا قطعی ثبوت میرے نظر قاسم میں
 نہیں اور بلکہ اتمام حجت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر خدا و رسول کے ذریعہ سے اور اسلام کے وسیلے سے ان کو اپنے نعت و عدد
 و حمایت کا حکم دیا ہو تو ممکن ہو ورنہ موت سے ہر ایک کے عاجز بندوں سے استغاثہ کرنے اور پناہ مانگنے لگتا یہ ان کے غلاموں سے بھی کرا

نہیں سبحان اتنا غلاتی کہ ہم قتل کا تو نہیں نہیں کہ اپنی عمدہ کے پیچ پر اپنی جان دی اور حکام چوتھے اپنی وقت کے یہ مقرر کر کے کہ میں تمہارے خوشامد
 ذکر دیکھا کہ یہ بنیم اور عقل عورتوں اور بچوں کا اور بد اخلاق نادانوں کا طریقہ جو کہ وہ واقعی جرم کو اپنی ناجائز اساتات سے ماکون کے مینا جا
 حالانکہ حاکم کچھری میں عدالت کرنے کو مینا ہی نہ یہ کہ وہ کسے کے رشتہ داری بتانے کو تہہ سس کمانے پھر گھٹیا یا کو اگر اے کے اوسے انصاف سے روکنا یا
 یا حق خیاہر یا حاکم کا حق بنانا اور اپنے جرم کا درپردہ اقرار پر اور میں نہ ہرگز قصور وار ہوں اور نہیں انظلام کے ذریعہ تمہارے انصاف
 سے روکنا ہوں بلکہ دلیل کے زور سے اپنے براوت میں ثابت کر دی پس اس عقل بنا پر میرا انصاف کرو تو کہ نہیں تو انظلام کے ذریعہ سے ہرگز
 میں اپنے رہائی نہیں چاہتا شوق سے مجھے قید کر دو اور مار ڈالو اے ایشیہ والوں اور مجھے خوشامد و داد کے ہرگز امید نہ کرو اور حجت خدا اور
 شاہنشاہان و ناموس خدا کے راہ پر مرتے ہوئے بندوں سے پناہ مانگنے کے معاذ اللہ یہ کیسا شیطان و سوسہ پو کیا ہو دے کہ معجزہ نہ نہیں
 شہید کے بیویں شہداء یہ نہیں ہو کہ بجز خدا کے وہ اور کسے طرف رجوع نہ کرے اور خدا کو الزام نہ دے اور اسے وجہ سے انکار کیا ہو
 حضرت عیسیٰ کے سوہوم شہادت کا کہ مرتے وقت خدا سے شکایت کرنے کے اضطراب میں جب سولی پر سے انہوں نے کہا کہ اوسی اوسی یہاں سنی
 لیجئے اسی اسی لم ساقینی در کتفی فی ہذا الکرب لیجئے اسی اسی کیوں چھوڑ دیا تو نے مجھے اس کرب میں اگر نہ مذہب اسلام میں جیہ انکے
 شہادت ہو سکتی تو یہ کیسے ہو گا الغرض یہ نہ افساد علی افساد ہو گیا ایسے مقاموں میں بھی نسخہ کے گنجائش ہو سکتی ہے ہرگز نہیں کیا
 یہ پوتے ذبیح اللہ کے نہ تھے کیا وہ ذبیح پر بے نار و نالے کے راضی ہو گئے تھے کیا یہ غلیل اللہ کے پوتے نہ تھے کیا جب وہ کوہن سے چلے کر دیکھ
 آگ کے طرف تو ہوا میں جبریل نے ان سے نہیں پوچھا کہ نہیں کچھ عاجز کیا نہیں تو انہوں نے فرمایا کہ تم سے تو نہیں اور جس ہی داد سے جاننا
 پس یہ کیونکر ہو سکتا ہو کہ جو حجت خدا ایسے سب سے سب باتوں میں بڑے ہائے وہ اضرا ہیں ایسا قول یا فعل صادر کرے کہ جو ان کل کے تالین
 قلعی کے غلام ہو پس کیا چارہ ہو ان کے طرح یا نادر سے اسلئے کہ آئین قطعی مقدم ہو کلام سے شلکا کیسے وقت آدمی کسی مصلحت
 سے عمل اور ہم بات کر دینا ہو یا تو یہ کہتا ہو یا مخالف کا دل لینے کو غلام تحقیق کا ایہام کرنا ہر غلام اس کے کہ دستور العمل میں کسی تہذیب
 اپنے آئین سے نکرے لگا اگر خوش اخلاق ہو گا خصوصاً منصب کے برتاؤ میں شلاً مستحق تہجد سے اگر اتفاق سے یہ ممکن ہو سکے کہ وہو کے میں پوے
 سے یا مل ہذا القیاس غلام کیسا ہے و زمرہ کے باتوں میں تو شاید کبھی ہے لیکن اپنا منصب پورا کرنے میں اور فتویٰ دینے میں یہ کبھی ممکن نہیں
 کہ وہ اپنا سا کما تو دے اور اپنے عہدہ میں دہا لگا دے اگر مکر و درون رو پیک کا فائدہ کٹر ٹھیکہ ابتدا اپنے آئین کا ہو ورنہ ہوائی اور شہما
 مجتہدوں اور عالموں سے شل ابو ضیفہ فوہ کی خدا کے نپا کہ انصاف بڑے کے کوئی حریف ناموس و اخلاق نہیں کہ یہ مآستین میں اور سب
 بنا مذہب وغیرہ پر نہیں بلکہ کچھ کلیات پر ہوا اور اس احوال کے تفصیل یہ ہو کہ مائل ہر چیز کے جزا اور اس کے اصلی نشا کو دیکھتا ہو اور
 جاہل ان کے ظاہری آثار کو پس مائل فاسق وغیرہ سے عوام و باہی متفرق ہونے کے مجھے فاسق امتی سے لیکن سمجھدار لوگ مبالغہ
 کر اس میں مادہ عقل موجود ہو جو سب نیکیوں کے ہر دریکھیں سب برابر ہونے کی تو زیادہ امید اس کے بہو دی کے کیسے کہ جو
 اس میں جم چکے ہو فقط پہل ٹہنیاں اور پتیاں لکھنے کے دیر ہو غلام امتی نیک چلن کے کہ عوام تو اس کے شکیوں پر سزور ہو مبالغہ
 اور مائل انیس کرینگے اور بے اعتبار سمجھینگے جیسے ناکما ہو اور رفت کہ ظاہر میں تو ہر اہل راہی گمراہ کتا جو تو ہر اول ان کے فقط نماز
 ہی پس بنی مال اخلاق تو تو نکمہ کہ جن مالوں کا عمل درآمد اخلاقی عقل پر ہو اوسے پیشہ دین و دیات و عقل و دیات کے انیس ہوا

اور مختلف مہربانیاں جیسے بھی ممکن ہو کر اخلاقی عزت بڑھانے کی اپنی تدبیریں بنالیں جو بالی دیا ہوا دنیا سے کسی عزت و تین کو فی الحال یا ملنے کے بعد نفس مبارک سے مجروحہ ظاہر کر دیا ہو وہ اسلام سے اس غیر وقت میں حضرت کے نگین سے لگین ہو یہ تین فطرت عقلی سے اور دل سے خدا کی لکھی ہوئی تھی اور زبان و عین بخشش امت کے فرائض میں معروف تھی ۱۲۳ عورتوں کے اسیر میں دہلے پر لکھا ذکر پابل خلاف عرفی فہم کرنے ہیں کہ اس بے عزتی کو جسے ہم اپنی عورتوں پر گوارا نہیں رکھتی حرم محترم جو بی پر کیون کو اوار کرتی ہیں اور یہ ان کے جماعتی سے ناشی ہو کر وہ بیخیز ملتے کہ یہ ذلت جیب ہوتی کہ جب چوری یا ڈاکہ یا بڑائی سے ناشی ہوتی اور جب یہ یائین حق کے برتاؤ پر جو اور نہ ملے کہ راہ میں تو اس سے بڑھتی کوئی عزت نہیں ۱۲۴ یہ اسے درست اخلاق کے دھارے کو جس کا آنا جس کا دہا پر بیان ہو چکا اور یہی مال سب چیزوں کا کامل الاطلاق لوگوں کے ہوتا ہے اور اس میں اشارہ ہر ایک باریک نگاہ کا وہ یہ ہر چیز کا لات سو سی و جنوں سے حضرت معصوم کے ہفت ہودہ بخوبی جانتا ہے کہ ان کے نہ جوت محبت کیلئے ہوتی ہو اور نہ وہ کسی سے اپنی حیوانی محبت پسند رکھتی ہیں اور مراد انسانی محبت سے وہ محبت جو جو عقل کے اصول پر ہوا اور حیوانی محبت سے وہ محبت مراد ہو کہ جو ہوا و غضب و خیرہ سے ناشی ہو جس سے یہ عنوان عرفی محبت کا کہ جسے چاہت اور ماننا کہ نفسی یا لیسک اکثر خالی اصول ہوا و غضب سے نہیں ہوتی یہی غالباً مطلوب نہیں اور نہ وہ قیاس ایسے محبت کے ہیں کہ کالات ظاہری و باطنی اور غیر محترم تھی ہاں اس وجہ سے وہ ہر قسم کے فیض جناب باری کے سزاوارتی اور نہ ایسا چھوڑا مزاج رکھتی تھی کہ تیری ہیں سے اس دنیوی سبب ہر تازہ جالین کہ انکی اتنی چاہنے والے اور انکی مصیبت پر رونے والی ہیں اور ان کے اتنی نام لیا ہیں کہ یہ بچہ اور نہیں ہر ملے لوگوں کا ہر جنس بشری اور خود کو کلام سے ہو پس حضرات اس سے بری ہیں کہ ایسے خام خیال کریں بلکہ وہ ہر ایک سے اپنی عقلی محبت چاہتی ہیں یعنی عقلی قدر دانی کو جو ہر ہر کمال کے شرافت سے اور اس کے قدر دانی سے ناشی ہوتی ہر تاکہ اس کا نفع خود خلق اللہ کے طرف مائد ہو دین و دنیا میں اور در پور ہوئے فرمان برداری کا جس کا نفع غیر فرمان بردار دین میں ہو جیسا کہ متفقہ مضمون من مشون کا اس آید وانی ہر ایک کے ہر اکتمہ تہجوت اعتقاد یعنی یکجہ یکم اندر ہے اگر تم خدا کے چاہت چاہتے ہو تو میرے پیرو کی کرو کہ چاہنے لگے تمہیں خود خدا پس نہ ان کی محبت کو ذریعہ ان کے نافرمانی کا گردانا چاہی کہ ان کے محبت کے پردہ میں خلاف شرع حرکتیں کرنے لگے ان میں یا ان کے رومند پاک کیا ان کے تعزیر پاک و غیر پاک ہو کہ نہ لگے یا خلاف عقل عقلی حرکتوں کو ان کے خوشے کے خیال سے کر بیٹھے اور نہ محبت کاموں میں ان کے خوشے کا امیدوار رہی پس جیسا کہ حکیم عادل کا کہ سیکو مسجد کرنا اصول بلے عقل سے مثل محال یا زنا یا لواط وغیرہ کے بقا عد حسن و قبح عقلی اور بغیر ان اقدار مبرا العمل والاحسان دایا اذی القری وینتی من الفحشاء و المنکر والبی ایحکم لعلکم تزدرون مفرور خدا حکم دیتا ہے عدالت اور احسان اور کہ نہ بدکار کا اور قدم کرنا ہی بدکاری اور بوائی اور سرکشی سے نصیحت کرنا ہر نہیں شانہ کہ تم نصیحت پاؤ پس ایسا ہی حال خاصان خدا کا بھی ہو کہ یہ وہ باتوں سے وہ کہیں خوش نہیں ہو سکتی اور یہ جہل مرکب نہیں ناشی ہوتا مگر ان کے قدر کمال نہ کرنے سے یا اس سے نہ پہنچتے اور فحاش کرنے سے خوش اخلاق کے مادتوں کو بد اخلاقوں پر مجبور جو چوٹی جاتی تھی کہ میرے دونوں میں میرا پر کمال ہیں اور میں میں یہ نہ تو اس میں ہر ناقص ہو پس خدا کے یہی مفرور یہ دونوں ہونگے اور یہ وہ نہیں جانتے کہ برطان تلسی علم کلام میں ہر چھٹا کے پاک ہونے پر ہم دلائل مسم سے پس میں حال ادا نانا تو لگا ہر کہ جو نادانی کے اصول سے راضی کرنا چاہیں اور خدا بندوں کا کہ غیر رض و دانا فی ختم ہوتی تھی اور حکمت و دانش علی گشتی میں پڑی تھی ہیں الا یہ کہ یہ کمال استعمال کرتا یا ان کے نزدیک

ہوائی فضا کو قتل و نیا یا اسراف ناما لڑکا مرتکب ہونا یا منہ زلف و غیرہ پر آمادہ ہو جانا غیر مقام جہاد شرعی میں یا نقل اموات کرنا اس طرح سے
 لاشیں خواب ہو جائیں اور یہ ادکا انجام بد دیکھنے کا ظاہر بنو گشتک پڑے و عدول میں روح و برسمان و جنت نعیم و غیرہ کا اور جس راز موت کے
 مصنفوں سے شرع حکم نے سرایت رکھا ہو اور سکولشت از بام نقادہ کر دینا اور نہ ڈرنا اس بات سے کہ باعث فساد ہوا اور تغیر اب ہو اکار
 مقدمہ کے ہوا اور ان کے زائر دن اور مجاور دن کو مفر نفوس کے نوبت پہنچی حالانکہ سب ناموسی قاعدہ دن سے موت کے اور بہت
 حدیثوں اور دعاؤں کے مضمونوں سے یہی عنوان و فن مستفاد ہوتا ہو کہ جو جان انتقال کرے فوراً وہیں دفن ہوا اور جو اد کوئی اور
 دفن ملحوظ ہوتا تو اس کے مناسب حال ہی حالات تلقین و سوال نکرین و نماز ہدیت و غیرہ کے بیان فرمائی جاتی باوجود ادین
 کہ جو منع میں وارد ہیں یہاں تک حضرت امیر کے حال میں وارد ہو کر کچھ لوگوں نے نقل اموات کیا تھا فاکہم عقوبہ تو حضرت نے اور
 مار مار کے ادہ موا کر دیا اور نہ کسی امام نے وصیت کی اپنی نقل کے جناب رسالتا ب کے رونق کے طرف اور نہ ایک نے دو موصیے کی
 اور نہ کسی اصحاب سے کہی ایسا کچھ ظاہر ہوا حالانکہ شریعت منوعہ کا یہ دستور اس زمانہ میں بھی مشہور تھا پس اگر ادسکا بانی کا
 مد نظر یہ تا تو ضرور اس کے مناسب ہی کچھ قاعدہ بحکم خدا مقرر ہوتے اور روایت مرقفوی کی اگرچہ دلالت تحريم پر صریح ہو لیکن
 سندین کلام کیا گیا ہو کہ جبکا انجبار بہت سے عقلی اور ناموسی قاعدہ و سب ممکن محل تامل و مرجع ہو بلکہ فی الجملہ قطعی حرام ہو اور اجراء
 قوانین شرع میں شرم کرنا روح جناب سیدہ و غیرہ سے ادن کے حیوانی محبت کی وجہ سے بے محل ہو بلکہ موافق شرع حکم دیدینا اور
 رضا کے لحاظ سے اور ادن کے رضا کو منہر اسی میں جانا اور ادن کے شان کو ارفع جانا اس سے کہ وہ نادانی کی باتوں سے
 خوش ہوں میں عقیدہ ہو پس پش پیش صاحب اسرار و غیرہ کا حکم دینی میں تخریم غنائی المراثی و غیرہ کے عجیب اغیار ہو

حررہ بیناہ علی محمد بن سلطان العلماء

تاریخ ۸ ماہ شعبان المعظم ۱۳۳۴ھ مقام لکھنؤ محلہ فراشتخانہ وزیر گنج
 مطبع اثنا عشری میں چھپا

